۱۱

بیادِ امامِ اہلِ سنت مجددِ ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز

سہ ماہی

# افکارِ رضا

ممبئی

امام احمد رضا ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے تھے مگر وہ روح اسلام کو اس کے قول و عمل میں جیتا جاگتا دیکھنا چاہتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تاریخ کے تہذیبی و تمدنی عمل کے پیش نظر وہ اس حد تک چھوٹ دیتے تھے جس حد تک قول و عمل شریعت سے متصادم نہ ہوں ـــــ وہ ہر اس شخص کو جو دین میں نئی نئی باتیں داخل کرتا ہے بدعتی قرار دیتے تھے ـــــ اور ہر اس شخص کا تعاقب کرتے جو ان کی نظر میں تجدید کے بہانے بے راہ روی اختیار کرتا تھا۔

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ــ پاکستان

تحریکِ فکرِ رضا ۱۶۷، ڈمٹمکر روڈ، ناگپاڑہ ممبئی ۴۰۰۰۰۸

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

سہ ماہی ممبئی
# افکارِ رضا

جلد ۴ جنوری تا مارچ ۱۹۹۸ء (۱۱) رمضان المبارک تا ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ شمارہ ۱

## فہرست


| شمار | عناوین | | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | اداریہ | | ۲ |
| ۲۔ | امام احمد رضا اور بیانِ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم | مولانا محمد علی رضا قادری | ۴ |
| ۳۔ | امام احمد رضا کا مقیاس ذہانت | ڈاکٹر محمد مالک | ۱۰ |
| ۴۔ | جاہل عوام، صوفی اور پیر بے لگام فتاویٰ مصطفویہ کی روشنی میں | مولانا محمد ادریس رضوی | ۲۶ |
| ۵۔ | علامہ وصی احمد محدث سورتی اور امام احمد رضا | سید صابر حسین شاہ بخاری | ۴۳ |
| ۶۔ | شرح حدائق بخشش سے ایک شعر کی تشریح | علامہ محمد فیض احمد اویسی | ۵۵ |
| ۷۔ | رضا اکیڈمی برطانیہ کا تعارف | محمد الیاس کشمیری | ۶۰ |
| ۸۔ | ڈاکٹر محمد ہارون کا تعارف | محمد الیاس کشمیری | ۶۳ |
| ۹۔ | اخبار رضا | | ۶۴ |


رابطہ کا پتہ : Correspondence Address

*167, Dimtimkar Road, Nagpada, Mumbai - 400 008. (INDIA)*

زیر ادارت

محمد زبیر قادری

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

# کہیں پھونکوں سے بجھتی ہے تجلی نور ایماں کی
# ہوا روکے تو کشتی تیز چلتی ہے مسلماں کی

نومبر ۱۹۹۷ء کا مہینہ اجتماعات کا مہینہ ثابت ہوا۔ سنی دعوت اسلامی کا سالانہ اجتماع (ممبئی)، دعوت اسلامی کا سنتوں بھرا اجتماع (احمد آباد) اور سنی تبلیغی جماعت کا سنی اجتماع (رتنا گیری)۔ یوں تو ممبئی میں ہر سال سنی دعوت اسلامی کا اجتماع ہوتا ہے۔ مگر اس سال سنیوں کے اس روحانی اور نورانی اجتماع کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے بدمذہبوں نے بھی اپنے اجتماع کا انعقاد کیا۔ تب دعوت اسلامی نے بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے ان کے اجتماع کی تاریخوں میں احمد آباد میں اجتماع منعقد کیا۔ اور بڑی حد تک سنیوں کو بچایا۔ الحمد للہ ہمارے تینوں ہی اجتماعات کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ ہمارے اندر موجودہ بیداری کی لہر کافی حد تک ان اجتماعات کے اثرات کی بناء پر ہے۔

مگر چونکہ باطل کو تمام طاغوتی طاقتوں کی مدد حاصل رہتی ہے اس لئے وہ لوگوں کو وقتی طور پر اپنے خوش نما جال میں پھنسانے میں کامیاب رہتا ہے۔ بدمذہبوں نے بھی اپنے اجتماع کی کامیابی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ باندرہ ممبئی کی کھاڑی جو کیچڑ اور جھاڑ جھنکار سے اٹی پڑی تھی۔ بھگوا سرکار کی منت سماجت کر کے حاصل کی گئی۔ اور آخرت کے ثواب کا لالچ دے کر عوام الناس سے کیچڑ اور جھاڑ جھنکار کو صاف کرایا گیا۔ اجتماع میں شرکت کے لئے سادہ لوح عوام کو دنیاوی و اخروی لالچ دیا گیا۔ جبکہ بیرون ممبئی کے لوگوں کو سنی اجتماع میں شرکت کا جھانسہ دے کر لایا گیا۔ (جو اجتماع میں تو کم ہی شریک رہے البتہ اس بہانے ممبئی کی درگاہوں کی زیارت کر کے خوب فیض حاصل کیا) بہر حال ہر طرح کے طاغوتی ذرائع کے استعمال کے سبب ان کے اجتماع میں بھی خاصی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ حالانکہ شرکاء کی اکثریت تماشائی تھی۔ اجتماع میں کثیر تعداد میں لوگوں کی شرکت سے تبلیغیوں کا دماغ خراب ہو گیا۔ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ اکثریت ان کے ساتھ ہے اس لئے وہی حق پر ہیں۔ لیکن بہت ہی جلد ان کا یہ زعم باطل شیشے کی طرح چکنا چور ہو گیا۔ کیونکہ اللہ عزوجل ہمیشہ سچوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اب تک سنی اپنی تمام بداعمالیوں کے باوجود جس طرح قائم و دائم ہیں۔ تو اس لئے کہ مسلک اہل سنت وجماعت ہی دین حق ہے ورنہ یہ مسلک تو کب کا مخالفین کی ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی بے حسی، بدعملیوں اور رنجشوں سے کسی چھوٹے سے فرقہ کی طرح محدود ہو چکا ہوتا۔

ہوا یوں کہ دیوبندیوں نے ممبئی میں اجتماع کر کے یہ سمجھ لیا کہ اکثریت ان کی معتقد ہو گئی۔ اپنے اسی زعم باطل کی بناء پر انھوں نے رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں امت مسلمہ میں چاند کا اختلاف پیدا کر دیا۔ یعنی یہ کہ سترھویں روزے کو اعلان کیا کہ رمضان کا چاند ایک دن تاخیر سے دیکھا گیا۔ اس لئے پہلے روزے کی شرعی قضا کرنی ہوگی۔ اور اس کی خوب تشہیر کی گئی۔ لیکن ان کی کسی نے نہ مانی کیونکہ اگر وہ حق پر تھے تو سترہ

دن بعد اس کی اطلاع کیوں دی ۔ جیسا کہ منافقین کا شعار رہا ہے وہ ہمیشہ ایسے ہی کام کرتے ہیں جس سے ملت میں انتشار اور اختلاف پیدا ہو جائے ۔ تاکہ لوگ تذبذب میں دین حق سے دور ہو جائیں ۔ اس اختلاف کی وجہ سے سنیوں کا فائدہ ہی ہوا ۔ سنیوں نے اپنی رویت ہلال کمیٹی الگ بنالی ۔ بدمذہبوں نے جب دیکھا کہ ان کا یہ حربہ ناکام رہا تو انھوں نے عید کا چاند زبردستی ایک دن پہلے ہی ( ۲۸ ویں روزے کو ) نکال کر ۲۸ روزوں کی عید منائی ۔ ان کی اس حرکت سے امت مسلمہ میں اس قدر انتشار برپا ہوا کہ خود ان کی جماعت کے لوگ ان سے بدظن ہوگئے ۔ اللہ تعالیٰ نے بدمذہبوں کو خوب مزہ چکھایا ۔ انھیں زبردست منہ کی کھانی پڑی ۔ عوام نے بھی ان کا ساتھ نہیں دیا ۔ یہاں تک کہ بدمذہبوں کی بعض مساجد میں دوسرے دن بھی عید کی نماز ادا کی گئی ۔ جو بے چارے غلطی سے ان کے فریب میں آگئے تھے وہ بھی دوبارہ لوٹ آئے ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے سنیوں کی غیب سے مدد فرمائی ۔ اس وقت ماحول سنیوں کے حق میں ہے ۔ کیونکہ اکثریت اس وقت گمراہ و بے دین جماعتوں سے بدظن ہے ۔ لہٰذا شدید ضرورت ہے کہ ہماری دینی جماعتیں مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت میں سرگرم ہوجائیں ۔ آپس میں ہم بھلے ہی بٹے کیوں نہ ہوں ہم مسلمانان اہل سنت کا واحد مقصد قرآن و سنت کی اشاعت و تبلیغ ۔ بدعت و شرک کی تردید اور فرقہ باطلہ کا رد و ابطال ہونا چاہیے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے کہ

"اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ۔"

( سورہ بقرہ آیت ۲۱۷ )

اس لیے ہمیں اپنے اور ہر مسلمان کے دین و ایمان کے تحفظ کے لیے لڑتے رہنا چاہیے ۔ اور ہمارا کردار اس شعر کی مانند ہونا چاہیے ع

سن لے اے گستاخ نبی تو غیرت سنی زندہ ہے
دین پہ مرمٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

**بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب**

**پیشکش :۔ محمد احمد ترازی**

# امام احمد رضا اور بیانِ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد علی رضا قادری۔ ممبئی

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہمیشہ سے اہل ایمان کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتے بلکہ ان کا مقام عام بشریت سے کافی اعلی اور ممتاز ہوتا ہے۔ خصوصا ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل ایمان شروع سے ہی "اللہ کا نور" مانتے آئے ہیں۔ اور اس بات پر ایمان والوں کو ہمیشہ فخر رہا ہے اور رہے گا کہ ہم "نور اللہ" کے امتی ہیں۔

اس کے بر خلاف اہل کفر و نفاق نے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی طرح عام بشر سمجھا اور ان سے مساوات کے دعوے کرتے آئے ہیں۔ یہی حال اس امت کے منافقین کا بھی ہے۔ حضور علیہ السلام کو اپنی طرح عام بشر ماننا بلکہ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر سمجھنا ان کے بنیادی عقائد ہیں (معاذ اللہ)۔

اپنے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کیلئے انھوں نے حضور کے "نور اللہ" ہونے کا انکار کیا۔ اور حضور علیہ السلام کو "نور اللہ" ماننے والوں پر گمراہ، بدعتی اور یہاں تک کہ کافر ہونے کے فتوے لگائے۔ اس طرح ایک عقیدہ جو صدیوں سے امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ تھا وہ اب ایک مسئلہ بن کر رہ گیا۔ عوام اہل سنت تڑپ اٹھے اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت اور اہل نفاق کے رد و ابطال کے لئے اعلی حضرت امام احمد رضا کی بارگاہ میں سوالات ارسال کئے اور اس مسئلہ کی تحقیق طلب کی۔

یوں تو امام احمد رضا نے اس مسئلہ پر بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس مضمون میں ہم آپ کے صرف ایک رسالہ "صلات الصفا فی نور المصطفےٰ" سے چند مقامات نقل کریں گے۔ اور جس اچھوتے انداز سے آپ نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نورانیت ثابت کی ہے اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ اہل علم حضرات سے مودبانہ عرض ہے کہ لغزشوں اور غلطیوں کی نشاندہی فرما کر احقر کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اس رسالہ میں اعلی حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے "نور مصطفی" کے عنوان پر کئے گئے پانچ سوالوں کا تحقیقی جواب عنایت فرمایا ہے۔ سارے سوالوں کا لب لباب یہ ہے کہ :۔

حضور علیہ السلام اللہ کے نور ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو کس حدیث سے ثابت ہے؟ اگر نور ہیں تو نور ذات ہیں یا نور صفات؟ نور ذات مانیں تو اللہ عزوجل کی ذات کے ٹکڑے ہونا لازم آتا ہے جو کفر ہے۔۔ تمام مخلوقات کی تخلیق آپ کے نور سے مانیں تو آپ اور تمام مخلوقات برابر ہوئے یا نہیں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کے ہی نور سے انبیاء بھی بنیں اور کفار و مشرکین بھی؟ اس طرح طیب

اور نجس کی تخلیق میں اور فرق نہ ہوا۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ امام احمد رضا نے ان تمام اعتراضات کا کیسا کافی و شافی جواب عنایت کیا ہے۔ پہلے تو آپ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

"یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عز و جل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا، اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا، اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے، پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث" (صفحہ ۴)

منافقین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے کہ جس حدیث کے ذریعے ان کے باطل عقیدے کی تردید ہوتی ہے اس کی سند میں نقص تلاش کر کے حدیث کو کمزور ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں تاکہ کسی طرح حدیث ضعیف ثابت ہو جائے۔ لیکن ان کا باطل عقیدہ ضعیف نہ ہو سکے۔ (معاذاللہ)

ہو سکتا تھا کہ یہاں بھی دیانۃ اس اصول پر عمل کرتے۔ اسلئے امام احمد رضا پہلے ہی اس اعتراض کا سدباب کرتے ہوئے ان جید علماء کے نام نقل فرماتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھا یا اس سے استناد فرمایا۔ وہ علماء کرام اور ان کی کتابیں ذیل میں درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ حدیث کی سند پر اعتراض کرنے سے کن نفوس قدسیہ کی ذات اور ان کے علم پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حدیث درج فرمائی ہے، امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں، علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں، علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں، علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے تاریخ الخمیس میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں اس حدیث سے استناد فرمایا ہے (صفحہ ۔۵)

حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جس حدیث کو علماء امت قبول کرلیں تو اس قبولیت کی وجہ سے اس حدیث کی سند تقویت پا جاتی ہے۔ اسی اصول کے ذریعے امام احمد رضا منافقین کے "ضعیف حدیث" کے اعتراض کا رد کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"تلقی علماء بالقبول وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔" (صفحہ ۔۵)

"ان اللہ تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ"

حدیث شریف کے اس ٹکڑے کے ذریعے امام احمد رضا ثابت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے نور ذات سے پیدا فرمایا نہ کہ نور صفات سے۔ فرماتے ہیں۔

"حدیث میں نورہ فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے من نور جمالہ یا نور علمہ یا نور رحمتہ وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو" (صفحہ ۱۲)

اپنے اس موقف کے ثبوت میں علامہ زرقانی کا قول نقل فرماتے ہیں۔

"اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے یعنی اپنی ذات سے پیدا فرمایا"۔ (صفحہ ۱۲)

مزید تقویت کے لئے حضور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تصنیف "مدارج النبوت" کی یہ عبارت نقل فرماتے ہیں۔

"انبیاء اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رسل ذات حق سے اور حق کا ظہور بالذات ہے" (صفحہ ۱۳)

یہاں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ سلم کی تخلیق حق تعالیٰ کی ذات سے ماننا یہ سلف صالحین کا متفقہ عقیدہ ہے۔ بریلویوں کی ایجاد کردہ بدعت نہیں۔

یہاں پر یہ اعتراض کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تخلیق عین ذات حق تعالیٰ سے ہوئی یہ ماننے سے ذات حق تعالیٰ کے ٹکڑے ہونا لازم آیا اور ذات حق مکمل نہ رہی۔ یہ صریح کفر ہے۔

اس اعتراض کا جواب امام احمد رضا رحمت اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ پہلے تو آپ اس غلط اعتقاد کا رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذاللہ ذات الٰہی، ذات رسالت کے لئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو یا عیاذاً باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا، اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خواہ کسی شئے کو جزء ذات الٰہی، خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات الٰہی ماننا کفر ہے۔"

(صفحہ ۱۳، ۱۴)

اس عبارت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو عین ذات الٰہی ماننا، جزء ذات ماننا یا ذات الٰہی کو حضور کی تخلیق کے لئے مادہ ماننا یا ذات الٰہی کا حلول حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات میں ماننا، ایسی تمام باتوں کو کفر فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہل سنن ایسے گمراہ کن اور باطل عقائد سے کوسوں دور ہے۔

اس کے بعد اپنے موقف کی توضیح کرتے ہوئے آپ حضرت ابو سالم عبداللہ عیاشی اور حضرت علامہ عثماوی کی عبارات نقل فرماتے ہیں:

"اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بے شمار چراغ روشن ہوئے۔ اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان سیاروں میں منقسم ہوگیا ہے۔ جبکہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا۔ سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بناء پر چمکے اور سورج کی روشنی سے منوّر ہوئے۔

مزید سمجھ کیلئے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاؤں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی یا شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے۔ دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیونکہ براہ راست دیوار پر سورج کا نور نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے...... " (صفحہ ۲۰)

ان مثالوں سے یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجاتی ہے کہ سورج کی روشنی سے سیارے، آئینہ، پانی کے چشمے روشن ہوگئے۔ جبکہ سورج کی روشنی نہ اُس سے جدا ہوئی، نہ ہی سورج نے ان چیزوں میں حلول کیا۔ اس کے باوجود سیاروں، آئینوں، پانی کے چشموں کی روشنی سورج ہی کی روشنی ہے۔

آئینوں اور چشموں سے ٹکراکر جو شعاعیں لوٹیں انھوں نے دوسری دیواروں کو بھی روشن کر دیا۔ تو اب دیواروں کی روشنی بھی سورج ہی کی روشنی ہے جو آئینے اور چشموں کی وساطت سے دیواروں پر پہنچی۔

تو اب بلا تمثیل یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی تخلیق اللہ عزوجل نے بلا واسطہ اپنے نور ذات سے فرمائی۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے تمام مخلوق کی تخلیق ہوئی۔ الحمد اللہ عزوجل کتنے احسن انداز میں اعتراض کا رد فرمایا ہے۔ ساتھ ہی آپ مثالوں کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا: مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح ،ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی وللہ المثل الاعلی......حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال ..... غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن۔" (صفحہ ۱۱)

ان ارشادات سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الرضوان یہ سمجھا رہے ہیں کہ مثال صرف سمجھانے کے لئے دی جاتی ہے، نہ کہ برابری بتانے کے لئے۔ اس لئے کہ ذات باری تعالی کے لئے کیسی ہی اعلی و اکمل مثال پیش کی جائے وہ ناقص ہی رہے گی۔ سائل نے آپ کی خدمت میں جو اعتراض پیش کیا تھا... ملاحظہ فرمائیے..... "مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے...یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟" (صفحہ ۸)

سائل کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح چراغ آپس میں برابر ہیں تو مثال کی رو سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور دوسری مخلوقات مرتبہ میں برابر ہیں۔

آقائے نعمت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یوں دیتے ہیں :-

"مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو قرآن عظیم میں نور الٰہی کی مثال دی کمشکوٰۃ فیہا مصباح کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل۔ یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الٰہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا۔ اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا۔ جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور الٰہی کا کیا کہنا۔ نور سے نور پیدا ہونے کو نام و روشنی میں مساوات بھی ضروری نہیں چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے پھر کہاں وہ اور کہاں یہ۔ علم ہیأت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کی برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم" (صفحہ ۹)

یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کا نور پاک، طیب و طاہر ہے اس سے مشرکین و کفار کی تخلیق کیونکر ہو سکتی ہے کہ وہ تو نرے نجس ہیں۔ جواباً فرماتے ہیں :-

"شعاع شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے۔ وہ جگہ فی نفسہ ناپاک ہے۔ اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔" (صفحہ ۳۳)

حدیث کے ارشاد "نور نبیک" سے استدلال کرتے ہوئے میرے آقا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر اضافت بیانیہ ہے۔ اور "نور" سے مراد خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک ہے۔ نہ کہ حضور علیہ السلام کا نور۔ اور اگر اضافت بیانیہ نہ مانیں تو کیا ہوگا؟ یہ خود سرکار اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

"اقول اگر "نور نبیک" میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے مراد لو تو سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض و صفت، پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا (صفحہ ۲۸)

سبحان اللہ! یہ ہے امام احمد رضا مجدد مائتہ ماضیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت علمی کہ جس حدیث کو گستاخان رسول ضعیف اور غیر معتبر کہتے نہیں تھکتے اسی حدیث کے ذریعے ایک عاشق رسول علیہ التحیۃ والثناء نے حضور کی نورانیت کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اول خلق اللہ بھی ثابت فرما دیا۔

اب آخر میں ایک ایمان افروز نقطہ ملاحظہ فرما کر اپنے قلوب کو حضور کی محبت سے معمور فرمائیے۔

امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ جس طرح سورج کی روشنی سیاروں، آئینوں، چشموں میں ظاہر ہوتی ہے اس کے باوجود یہ تمام چیزیں سورج کے برابر نہیں ہو سکتیں اور جیسے ہی ان کا تعلق سورج سے ٹوٹا سب کے سب بے نور اور تاریک ہو جائیں۔ اسی طرح تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجلیات ہیں۔ چاہے کوئی کتنا ہی عمل کرلے یا ریاضت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر نہیں ہو

سکتا۔ جب تک حضور علیہ السلام کے ساتھ تعلق قائم ہے یہ کائنات قائم ہے۔ اگر حضور کو معاذ اللہ مردہ مان کر آپ سے تعلق توڑنے کی کوشش کی گئی اسی وقت کائنات کا وجود ناممکن ہو جائے گا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اپنے ناقص علم کے مطابق مداحان رضا میں شامل ہونے کی غرض سے یہ چند سطور رقم کی ہیں۔ اہل علم حضرات غلطیوں کی نشاندہی ضرور فرمائیں۔ فقط واللہ اعلم۔

نوٹ:۔ مضمون کی طوالت کے پیش نظر عبارت کا صرف ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔ اصل عبارات کیلئے رسالہ اعلی حضرت کی طرف رجوع کریں۔

---

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

# امام احمد کا مقیاس ذہانت

از۔ڈاکٹر محمد مالک (ایم بی بی ایس۔ڈیرہ غازی خان۔پاکستان)

نفسیات (Psychology) وہ سائنسی علم ہے جو شعوری یا لاشعوری اعمال کا مطالعہ کرتا ہے۔ مختلف ماہرین نفسیات نے مختلف انداز میں نفسیات پر بحث کی ہے۔ لیکن ایک بات مشترک ہے کہ نفسیات انسان کے شعور، ذہن، کردار اور اعمال کے مطالعہ کا علم ہے یا یوں کہئے کہ نفسیات وہ علم ہے جس کے ذریعے انسان اپنی ذات کو پہچان سکتا ہے۔اپنی ذہنی استعداد کا اندازہ کر سکتا ہے۔اپنے کردار و عمل کا جائزہ لیتا ہے اس لیے زندگی میں ہر قدم پر علم نفسیات ہماری راہنمائی کرتا ہے بلکہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

ترجمہ۔جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

ماہرین نفسیات کے بقول اپنے آپ کو پہچاننے کیلئے ذہانت کی ضرورت ہے۔ذہانت کیا ہے؟ what is Intel-ligence? بٹر کہتا ہے کہ ذہانت وہ قابلیت ہے جس کی مدد سے انسان زندگی کے تمام مواقع کا کامیابی سے سامنا کر سکتا ہے۔ ٹیلیفورڈ کہتا ہے کہ ذہانت وہ شئے ہے جس کی پیمائش ذہنی آزمائش کے ذریعے کی جاتی ہے۔ بنے (Binet) کہتا ہے کہ ذہانت سے مراد وہ قابلیت ہے جس کی مدد سے بہتر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اسے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔اور بہتر طریقے سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

## ذہانت کی پیمائش

(Measurement of Intelligence)

نفسیات کے بتدریج ارتقاء کے بعد ماہرین نے ذہانت کی پیمائش کے لئے بھی تحقیق شروع کی اور آزمائشوں (Tests) کے وہ طریقے بھی دریافت کئے جن کے ذریعے انسانی ذہانت کی پیمائش ممکن ہو سکے۔ان آزمائشوں کے ذریعے اب شرح ذہانت معلوم کرنا ممکن ہو گیا ہے جسے عام طور پر مقیاس ذہانت رذہانت نسبتی رآئی۔کیو (Intelligence Qustient) کہتے ہیں۔نفسیات دو قدرے مختلف علوم کا آمیزہ ہے۔

ا۔فلسفہ۔(Philosophy) جس نے اس کو بہت سے ابتدائی مسائل فراہم کیے اور

۲۔علم الاعضا۔(Physiology) جس نے اس کیلئے بہت سے ابتدائی طریق کار تجویز کیے۔

فلاسفرز نے ہمیشہ ذہن کی اور اس کی قوت میں دلچسپی لی ہے یعنی وہ قوتیں جو ذہنی جستجو سے تعلق رکھتی

ہیں، فکر و ادراک کا شعور عطا کرتی ہیں۔ ابتدا میں ماہرین علم الاعضاء کا خیال تھا کہ شاید دماغ یا جسم کی بناوٹ میں کوئی ایسی بات ہوتی ہے جو ذہنی قابلیت میں کمی یا بیشی کا سبب ہے۔ لہذا بے حد ذہین (Genius) اور کند ذہن (Men tally Retarded) افراد کے دماغ کو تول اور چیڑ پھاڑ کر تجزیہ اور تحقیق کی گئی لیکن کوئی کار آمد نتیجہ بر آمد نہ ہوسکا۔ بالآخر ۱۹۰۵ء میں فرانس کے ماہر نفسیات بینے (Binet) نے اس مسئلے کا درست اور قابل فہم جواب پیش کیا اور کہا کہ ذہنی قابلیت و صلاحیت کی پیائش ذہنی آزمائش کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔ ۱۹۰۸ء میں بینے (Binet) نے اپنے پیش کردہ ٹسٹ میں اصلاح کی اور بعد میں ان آزمائشوں کو عمر کے لحاظ سے ترتیب کیا۔ اس طریقۂ کار کے ذریعے ذہنی عمر (Mental Age) کی اصطلاح نے جنم لیا۔

## ذھنی عمر (Mental Age)

ذہنی عمر سے مراد وہ عمر ہے جس کا تعین آزمائش میں کامیابی کے لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً ۴ سال کی عمر کا بچہ اپنی عمر کیلئے تیار کردہ سوالنامہ کے صحیح جوابات دیدیے تو اس کی ذہنی عمر ۴ سال ہے۔ اگر وہ بچہ جواب نہ دے سکے تو اس کی ذہنی عمر کم سمجھی جائے گی ہاں اگر بچہ ذہین ہے تو اس کی ذہنی عمر (Mental Age) طبعی عمر (Chronological Age) سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک ۵ سال کی عمر کا بچہ ۸ سال کی عمر کے بچے کیلئے بنائے ہوئے ٹسٹ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کی جسمانی عمر تو ۵ سال ہے مگر ذہنی عمر ۸ سال ہوگی۔ اس میں بہر کیف اضافی ٹسٹ پاس کر لینے کی گنجائش ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچہ ۸ سالہ گریڈ کے پورے اور ۹ سالہ گریڈ کے آدھے سوالات حل کر لیتا ہے تو اس کی ذہنی عمر ساڑھے آٹھ سال ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک ۱۰ سال کی عمر کا بچہ ۸ سالہ ٹسٹ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کی ذہنی عمر ۸ سال ہوتی۔

ذہنی برتری (Mental Superiority) یا کم تری کے اظہار کا یہ طریقہ کئی وجوہ کی بنا پر بہتر نہیں ہے۔ مثلاً ۶ سالہ بچے کا ذہنی اعتبار سے ترقی یافتہ ہونا (Advanced) شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ پچاس ہزار میں سے بمشکل ایک بچہ اتنی غیر معمولی اور اعلی ذہانت کا مالک ہو سکتا ہے۔ لیکن ۱۳ یا ۱۴ سال کی عمر کے بچے کا ۶ سالہ ترقی یافتہ (Advanced) ہونا ایک غیر معمولی بات ہے۔ اس طرح ایک زیادہ واضح پیمانے کی ضرورت ہے۔ تجربات کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر بار بار بچوں کی ذہانت کی پیائش کی جائے تو عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ذہنی عمر (Mental Age) کی ترقی یا تنزلی میں اضافہ ہو تا رہتا ہے جو بچہ ۶ سال کی عمر میں ذہنی عمر کے اعتبار سے ۶ سال برتر ہے تو ۸ سال کی عمر میں نسبتاً ۸ برس برتر ہوگا۔ اس طرح جو چیز مسلسل باقی رہتی ہے وہ طبعی عمر پر ذہنی عمر کا تناسب ہے، فرق نہیں اور یہی وہ تناسب ہے جسے اصطلاحاً مقیاس ذہانت (I.Q) کہتے ہیں۔

مقیاس ذہانت (Intelligence Qutient) معلوم کرنے کا فارمولا:۔ سٹین فورڈ بینے ٹسٹ

(Stan Ford Binet Test) کے مطابق (I.Q) معلوم کرنے کا فارمولا یوں ہے کہ بچے کی ذہنی عمر کو طبعی عمر سے تقسیم کر کے ۱۰۰ سے ضرب دیا جائے تو اس بچے کا (I.Q) معلوم ہو جائے گا۔

آئی کیو = ذہنی عمر / طبعی عمر x ۱۰۰

یا

I.Q = Mental Age (MA) / Chronological Age (CA) x 100

فرض کیجئے کہ بچے کی طبعی عمر ۵ سال اور ذہنی عمر ۷ سال ہے تو فارمولے کی رو سے

I.Q = MA / CA x 100 = 7 / 5 x 100 = 140

تو آئی۔ کیو ۱۴۰ ہو گا۔ اس کے برعکس اگر بچے کی طبعی عمر ۱۲ سال ہو اور ذہنی عمر ۸ سال ہو تو فارمولے کی رو سے

I.Q = MA / CA x 100 = 8 / 12 x 100 = 67

تو آئی کیو ۶۷ ہو گا۔ ماہرین نفسیات کے مطابق آئی۔ کیو ۱۴۰ یا اس سے زیادہ غیر معمولی ذہانت (Gifted) کے زمرے میں آتا ہے۔ اور آئی۔ کیو ۷۰ (Border Line) کو ظاہر کرتا ہے جبکہ آئی۔ کیو ۷۰ سے کم ذہنی کمی (Mental Retardation) کا پتہ دیتا ہے اور آئی۔ کیو ۱۰۰ اوسط ذہانت کا سکور ہے۔

الغرض انفرادی طور (I.Q) معلوم کر لینے سے شعبہ کے انتخاب میں مدد ملتی ہے لیکن اس کیلئے لازم ہے کہ ذہانت کی پیمائش کی کسوٹی کا استعمال صحیح طور پر کیا جائے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں (I.Q) نفسیاتی آزمائشوں میں سب سے زیادہ مقبول اور اہمیت کا حامل ہے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے ذریعے راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

آئی کیو سکور (I.Q.SCORE) (آئی کیو رینج صفر تا دو سو) سٹین فورڈ بینے ٹسٹ کے مطابق (I.Q) سکور کی درجہ بندی (Classification) یوں ہے:

| I.Q.Range | Approx % of Population | Classification |
|---|---|---|
| 140 and Above | 1.3 | Gifted |
| 130 ----- 139 | 3.1 | Superior |
| 120 ----- 129 | 8.2 | |
| 110 ----- 119 | 18.1 | High Average |
| 90 ----- 109 | 46.5 | Average |
| 80 ----- 89 | 14.5 | Low Average |
| 70 ----- 79 | 5.6 | Borderline |
| Below 70 | 2.6 | Mentally Retarded (MR) 2 |

## ذہانت کا تعین (Assessing Intelligence)

ذہانت کی حقیقت اور تشکیل کیلئے مختلف ماہرین نفسیات نے مختلف نظریات پیش کیے اور یہ نظریات (Theories) اپنی نوعیت کے تھے۔ یہاں پر صرف ان نظریات کے نام تحریر کیئے جاتے ہیں۔

(A) Factor Theories of Intelligence :

(i) G - Factor Theory (ii) Multi factor Theories (iii) Hierarachial Theory

(B) Process Oriented Theories of Intelligence :

(i) Piagets Theory (ii) Burner's Theory (iii) Information Processing Theory

## ذہنی آزمائش (Intelligence Tests)

یوں تو ذہنی آزمائش کے کئی ایک ٹسٹ موجود ہیں لیکن مشہور ٹسٹ درج ذیل ہیں۔

ا۔ سٹین فورڈ بینے ذہانت کا سکیل (Stanford Binet Intelligence Scale)

## ویشلر ٹسٹ (Wechsler Tests)

● (سٹین فورڈ بینے ذہانت کا سکیل)۔ اس ٹسٹ کو بینے اور سائمن نے مل کر عمر کے لحاظ سے ترتیب دیا۔ ۱۹۱۲ء میں ولیم سٹرن (William Stern) نے ذہنی عمر اور طبعی عمر کے تناسب کا نظریہ پیش کیا۔ بعد میں ٹرمن (Terman) نے اس آزمائش میں نظر ثانی کی اور اسے تین ہزار بچوں پر آزمایا اور نتیجہ یہ اخذ کیا کہ

(۱) ۱۳ سال کی عمر تک طبعی اور ذہنی عمر میں ایک خاص نسبت ہے جو بعد میں قائم نہیں رہتی۔

(۲) ذہنی عمر بمقابلہ طبعی عمر کم بڑھتی ہے اور ۱۸ سال کی عمر کے بعد ذہنی عمر نہیں بڑھتی۔ اور عموماً مستقل رہتی ہے۔ گرچہ طبعی عمر بڑھتی رہتی ہے۔ ۱۹۳۷ میں ٹرمن (Terman) اور ماڈاے میرل (Maud A Mer-ril) نے مزید اصلاح کی اور اسے نئی شکل میں پیش کیا جس میں ۲ سال سے ابتدا کی گئی۔

اسی طرح ۱۹۶۰ء میں دوبارہ نظر ثانی ہوئی۔ نمبر لگانے کا طریقہ بدل دیا گیا اور شماریاتی طریقہ استعمال کیا گیا۔

● ویشلر آزمائشیں۔ (Wechsler Tests) ویشلر نے لفظی اور کارکردگی آزمائشوں کو اکٹھے کیا اور اس طرح ترتیب دیا کہ بڑوں اور بچوں کیلئے الگ الگ آزمائشیں بنائیں۔ جن کے یہاں پر صرف نام تحریر کیے جاتے ہیں۔

(۱)ویشلری پیانہ ذہانت بالغاں (W.A.I.S) (Wechsler Adult Intelligence Scale

(۲)ویشلری پیانہ ذہانت بچگاں (Wechsler Intelligence Scale for Children (W.I.S.C)

(۳) ویشلری ما قبل مدرسہ اور ابتدائی پیانہ ذہانت Wechsler Pre-School and Primary Scale of Intelligence (W.P.P.S.I)

آجکل یہ آزمائشیں ایک اور طریقہ پر مستعمل ہیں جو کہ I.Q.Deviation کہلاتا ہے۔ یہ ایک قسم کا سٹینڈرڈ سکور ہے یعنی ایسا (I.Q) جو Standard Deviation Units کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے ۔ مثلاً ویشلر ٹسٹ تین مختلف Deviation I.Q کا پتہ دیتا ہے۔

(a) Verbal Sub-Tests (b) Performance Sub-Tests (c) Full Scale I.Q

اس طریقہ کار کو فارمولے کی روشنی میں یوں ظاہر کیا جاتا ہے Standard Score = x-m/sd

جبکہ ایکس (x) انفرادی سکور (Individual Score) ہے۔ m سے مراد اوسط (mean) ہے اور SD سے مراد معیاری انحراف (Standard Deviation) ہے۔ واضح رہے کہ ماہرین شرح ذہانت صرف ایک ٹسٹ سے نہیں نکالتے بلکہ ایک ٹسٹ سیریز کے ذریعے معلوم کرتے ہیں۔ ایک سیریز میں عموماً ۸ ٹسٹ ہوتے ہیں اور ہر ٹسٹ میں ۴۰ سوال، تمام ٹسٹ کے حاصل کردہ نمبروں کا اوسط نکالنے کے بعد ایک خاص جدول (Table) کے ذریعے شرح ذہانت معلوم کی جاتی ہے اور یوں وہبی بچے (Mentally Gifted) کا (I.Q)، سکور سامنے آتا ہے۔

## وھبی بچے (Mentally Gifted/Gifted Children)

مقیاس ذہانت چارٹ (I.Q Score) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ Extremes of Intelligence میں جس طرح ایک طرف ذہنی کم عمر والے بچے ہوتے ہیں تو اسی طرح دوسری طرف وہبی بچوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ میرا موضوع سخن انتہائی ذہین و فطین (وہبی) بچوں کی خصوصیات اور امت مسلمہ میں ایک عظیم مسلم سکالر کی مثال، محفوظ ریکارڈ کی روشنی میں پیش کرنا ہے۔ تاریخ میں کئی شخصیتوں کے نام سنہری حروف میں لکھے گئے ہیں۔ چند شہرۂ آفاق ہستیوں کے بچپن کے ریکارڈ محفوظ ہیں۔ ان سے ان کی اعلیٰ ذہانت و فطانت کا اندازہ ہو سکتا ہے تو آیئے ماہرین نفسیات نے تجربات و مشاہدات کے بعد جو اعداد و شمار (Bio-data) پیش کیے ہیں اس کی روشنی میں چند خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ یہ بچے مضبوط کردار کے مالک ہوتے ہیں۔

۲۔ایسا بچہ دس لاکھ میں ایک ہوتا ہے۔

۳۔یہ بچے مستقل مزاج ہوتے ہیں اور ان کے تخلیقی کام لائق تحسین ہوتے ہیں۔

۴۔یہ بچے اپنے ہمجولیوں (Peer Group) میں ہم آہنگ (Adjust) نہیں ہو پاتے۔ کیونکہ ان کی ذہنی عمر کا معیار جسمانی عمر کے مقابلے میں کہیں بلند ہوتا ہے۔

۵۔یہ بچے اپنے ہم عمر بچوں اور استاد کی نگاہ میں انتہائی منفرد ہوتے ہیں۔ چنانچہ مارگن سائیکالوجی (Morgan Psychology) صفحہ ۵۳۹ پر لکھا ہے کہ حیرت انگیز (I.Q) سکور والے بچے اپنے ہم عمر بچوں اور استاد کی نگاہ میں Misfit اور Mis understood ہوتے ہیں کیونکہ ان کا (I.Q) پختہ عمر کے لوگوں کے معیار کا ہوتا ہے اس لیے اکثر اس ماحول میں Adjust ہو جاتے ہیں۔

۶۔ایسے بچے اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ Robert E.Silverman Psychology (فورتھ ایڈیشن) صفحہ ۲۳۱ پر لکھا ہے کہ "وہبی" (Gifted) بچوں کے والدین عام بچوں کے والدین سے زیادہ تعلیم یافتہ تھے۔

۷۔ماہر نفسیات لیتا۔ایس ہالنگ ورتھ (Leta S Holling Worth) ۱۸۸۶۔۱۹۳۹ نے ۱۲ بچوں کا مطالعہ کیا جن کا (I.Q) ۱۸۰ یا اس سے زیادہ تھا۔اس کا کہنا ہے کہ ایسا بچہ دس لاکھ میں ایک ہوتا ہے۔اسی طرح دوسرے ماہرین نفسیات مثلاً ایل۔ایم ٹرمین وغیرہ نے بھی وہبی بچوں کی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے۔الغرض یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ وہبی بچہ کی ذہنی عمر طبعی عمر سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔اس لیے بچپن میں اس سے محیرا لعقول کام سرزد ہوتے رہتے ہیں۔

ماہرین نفسیات نے لکھا ہے کہ جان سٹورٹ مل (John Staurt Mill) کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ مل ۳ سال کی عمر میں پڑھ لیتا تھا اور اس لحاظ سے اس کا (I.Q) ۲۰۰ ہوا۔L.M.Terman کہتا ہے کہ تین سو مشہور آدمیوں کی زندگیوں کا مطالعہ ۳ ماہرین نفسیات نے کیا اور جہاں کہیں ریکارڈ تسلی بخش نکلا اور ماہرین کا اتفاق ہو گیا وہاں (I.Q) معین ہو گیا۔ان ماہرین کا کہنا ہے کہ ان مشہور ہستیوں کا (I.Q) کافی اونچا تھا۔

گوئٹے جس نے ۸ سال کی عمر میں لاطینی میں شعر کہنا شروع کیا بچپن میں اس کا (I.Q) ۱۸۵ تھا، جوانی میں (I.Q) ۲۰۰ تھا۔ ریاضی دان پاسکل (Pascal) کا (I.Q) ۱۸۰۔ فرانسیسی ادیب والٹیر (Voltaire) کا (I.Q) ۱۷۵، امریکہ کے چھٹے پریذیڈنٹ جان قونسی ایڈمز (John Quincy Adams) کا (I.Q) ۱۶۵ تھا۔(I.Q) کے بارے میں محققین (Researchers) اور ماہرین (Educators) کی تحقیقات کے مطابق: فلاسفرز کا (I.Q) ۱۷۰، شاعروں کا اور ناول نویسیوں کا (I.Q) ۱۶۰، سائنس دانوں کا (I.Q) ۱۵۵ ہوتا ہے۔

الحمدللہ میں مسلم مفکرین میں سے ایک ایسی ہستی کا محفوظ ریکارڈ پیش کرنے کی سعادت حاصل

کر رہا ہوں جو بیک وقت فلاسفر، سائنسدان، شاعر اور ادیب، مدبر، سیاستدان، قائد سوادِ اعظم، مجددِ اسلام، مترجم، مفسر، محدث، مفتی، فقیہ، عظیم ماہر تعلیم، عظیم ماہر نفسیات، ماہر اقتصادیات، عظیم ریاضی دان، عظیم ماہر فلکیات اور بے مثال شیخ طریقت، الغرض جامع العلوم شخصیت ہے۔ جس سے اس مفکر اسلام کی خداداد ذہانت اور ایک ریکارڈ (I.Q) کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس شہرۂ آفاق ہستی کا اسم گرامی امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ علمی دنیا میں امام موصوف سے تقریباً پوری دنیا نے استفادہ کیا۔ بالخصوص ہندوپاک کے علاوہ براعظم ایشیاء براعظم افریقہ، براعظم امریکہ اور حرمین شریفین کے مفتیانِ مذاہب اربعہ شامل ہیں۔ امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۴۹ پر رقمطراز ہیں:

"فقیر کے یہاں علاوہ دیگر مشاغلِ کثیرہ دینیہ کے کار فتویٰ اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے۔ شہر و دیگر بلاد و امصار، جملہ اقطار ہندوستان و بنگال، پنجاب، ملیبار و برہما و ارکان، چین، غزنی و امریکہ و افریقہ حتیٰ کہ سرکار حرمین محترمین سے استفتاء آتے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں۔"

## آئی۔ کیو (I.Q) کی عظیم مثال (Gifted)

اب تک ملکی و غیر ملکی ماہرین نفسیات کی کم و بیش جتنی کتب منظر عام پر ہیں ان میں اعلیٰ ذہانت کو پیش کرتے ہوئے غیر مسلم شخصیت کا نام اور ان کا آئی۔ کیو (I.Q) پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ مسلمان قاری کے دل میں مسلم مفکرین کے اعلیٰ (I.Q) کے بارے میں تجسس ہی رہا ہے۔ امید واثق ہے کہ میں ذہانت اور مقیاس ذہانت (I.Q) محفوظ ریکارڈ کی روشنی میں جامعیت کے ساتھ ابتداء کر رہا ہوں جو محققین و ماہرین نفسیات کیلئے دعوتِ فکر ہے اور اقبال کے شاہین کیلئے قابل فخر بھی۔ تو آیئے ایک بین الاقوامی مسلم سکالر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی حیرت انگیز ذہانت اور بے مثال (I.Q) کا محفوظ ریکارڈ کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی بے مثال ذہانت اور بے نظیر حافظے کے کمالات اتنے ہیں کہ انہیں بیان کرنے کیلئے دفتر چاہیے۔ یہاں پر صرف چند واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

## تعلیم و تربیت

ولادت:۔ امام احمد رضا خان کی ولادت ۱۰ شوال مکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں ہندوستان کے شہر بریلی (یو۔پی) میں ہوئی۔ والدین کی کمالِ شفقت اور اعلیٰ تعلیم و تربیت سے مستفید ہوئے۔

رسم بسم اللہ خوانی، فراستِ ایمانی:۔ امام احمد رضا خان کی بسم اللہ خوانی اور دینی تعلیم کا آغاز ڈھائی سال کی عمر میں ہوا۔ چنانچہ ڈاکٹر حسن رضا اعظمی اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی مقالہ (فقیہ اسلام) کے صفحہ ۱۶۰ پر یوں رقمطراز ہیں (۴)

"رواج کے مطابق امام احمد رضا کے جد امجد اور والد محترم (۵) نے ۱۲۷۵ھ کے اوائل میں بسم اللہ خوانی کی محفل سجائی اور اعلیٰ حضرت کا مکتب کرایا۔"

امام احمد رضا کا بچپن پاکیزگی اور ذہانت و ذکاوت میں ضرب المثل تھا۔ آپ عہدِ طفلی میں بھی یکتائے روز گار تھے۔

بسم اللہ خوانی کا عجیب واقعہ :۔ بسم اللہ خوانی کے وقت عجیب واقعہ پیش آیا۔ مناسب خیال کرتا ہوں کہ یہ واقعہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے صدر شعبۂ عربی اور ڈین فیکلٹی آف آرٹس پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو کی زبانی پیش کیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"استاد صاحب نے بسم اللہ کے بعد الف، با، تا، ثا جس طرح پڑھایا جاتا ہے پڑھایا۔ آپ پڑھتے رہے لیکن جب لام الف کی نوبت آئی تو آپ خاموش رہے۔ استاد صاحب نے دوبارہ کہا، کہو میاں لام الف۔ آپ خاموش رہے۔ پھر فرمایا یہ دونوں تو پڑھ چکے ہیں۔ ل بھی اور الف بھی۔ اب یہ دوبارہ کیوں؟ اس وقت آپ کے جد امجد علامہ رضا علی خان موجود تھے۔ فرمایا بیٹا! استاد کا کہا مانو۔ جو کہتے ہیں پڑھو آپ نے جد امجد کے حکم کی تعمیل فرمائی مگر ان کے چہرے کو تجسس کی نظر سے دیکھا۔ وہ فراست سے سمجھ گئے۔ فرمایا بیٹا۔ تمہارا خیال درست ہے اور سمجھنا بجا ہے کہ حروف "مفردۂ میں ایک "مرکب" لفظ کیسے آیا۔ مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جو الف پڑھا ہے وہ دراصل ہمزہ ہے اور یہ درحقیقت الف ہے۔ لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کیساتھ ابتدا ناممکن ہے اس لیے ایک حرف یعنی لام اول میں لاکر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے۔ امام احمد رضا نے فرمایا تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا لام کی کیا خصوصیت ہے۔ با۔ دال۔ سین بھی اول میں لا سکتے تھے۔ جد امجد نے نہایت محبت و جوش میں گلے لگایا۔ دل سے دعائیں دیں اور پھر اس کی توجیہ ارشاد فرمائی۔"

آپ کے محفوظ ریکارڈ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ بچپن میں کتاب کو ایک چوتھائی پڑھ کر باقی ساری کتاب خود پڑھ لیتے اور جو ایک مرتبہ پڑھ لیا وہ ازبر ہو جاتا تھا امام احمد رضا خان بریلوی ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف، لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے۔ احمد میاں تم یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن۔ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔ امام احمد رضا نے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں انسان ہی ہوں۔ بس اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل ہے۔"

# عہد طفلی کا حیرت انگیز واقعہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے علمی اور روحانی ماحول میں آنکھ کھولی۔ بچپن بڑے ناز و نعم میں گزرا۔ والدین کی کمالِ شفقت، بہترین تعلیم و تربیت اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ فطری طور پر ذہین تھے اور حافظہ بلا کا قوی تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا کا عہد طفلی بھی طہارتِ نفس، اتباعِ قرآن و سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت کے اوصاف سے مزین تھا۔ واقعہ یوں ہے: تقریباً ساڑھے تین سال کی عمر تھی۔ ایک نیچا کرتہ پہنے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکلے تھے کہ ایک گاڑی میں کچھ طوائفیں بیٹھی ہوئی کسی رئیس کے یہاں گانے بجانے جا رہی تھیں۔ ان کا سامنا ہوتے ہی فوراً اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ طوائفیں ہنسنے لگیں ان میں سے ایک بولی۔ واہ صاحبزادے، آنکھوں کو چھپا لیا اور ستر کھول دیا۔ امام احمد رضا نے برجستہ ایسا نفیس اور سائنٹیفک جواب عہدِ طفلی میں دیا کہ بڑے بڑے ماہرین نفسیات سر دھنتے رہ جائیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔"۔ یہ جواب سن کر وہ طوائفیں سکتے میں آگئیں کہ یہ کوئی ساڑھے تین سال کا بچہ ہے یا ۶۰ سال کا ماہر نفسیات بول رہا ہے۔

تبصرہ:۔ پچھلے صفحات میں ہم نے نفسیات کے حوالے سے ذہنی عمر (Mental Age) اور مقیاسِ ذہانت (I.Q) پر تفصیلاً بحث کی ہے اور (I.Q) کا فارمولا بھی پیش کیا ہے۔ اس فارمولے کی روشنی میں ہم مفکر اسلام امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ان جامع الفاظ کا جائزہ لیتے ہیں جس سے ان کا ایک ریکارڈ (I.Q) ثابت ہوتا ہے۔

آئی کیو = ذہنی عمر / طبعی عمر x ۱۰۰

I.Q = Mental Age / Chronological Age x 100

اس فارمولے کی روشنی میں وہبی بچے (Mentally Gifted) کا آئی۔ کیو چونکہ بلند ہوتا ہے اور اس کی ذہنی عمر (Mental Age) کی نشاندہی کرتا ہے یعنی اگر طبعی عمر کم ہو تو ذہنی عمر کا معیار باشعور شخص کی سوچ کے معیار کو ثابت کرتا ہے لہٰذا امام احمد رضا کا کم سنی میں یہ جواب اعلیٰ ذہانت و فطانت اور یونیک (Unique) (I.Q) کی بہترین مثال ہے جسے نفسیات کی کتب میں جگہ دی جانی چاہئے۔

نفسیات تسویہ صفحہ نمبر ۱۰۰ پر پروفیسر ڈاکٹر سی۔ اے قادر لکھتا ہے کہ:

"گوئٹے جس نے آٹھ سال کی عمر میں لاطینی میں شعر کہنا شروع کیا بچپن میں ۱۸۵ آئی۔ کیو رکھتا تھا اور جوانی میں ۲۰۰۔" اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۹۹ پر درج ہے کہ "جان سٹورٹ مل کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ مل ۳ سال کی

عمر (طبعی عمر) میں پڑھ لیتا تھا۔ "اس حساب سے اس کی ذہانتی نسبت (I.Q) ۲۰۰ ہوئی۔ اب ہم اسلامی تاریخ کے آفتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ریکارڈ کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہیں جس سے ان کا بے مثال آئی۔ کیو (I.Q) ظاہر ہوتا ہے۔

O امام احمد رضا نے ڈھائی سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور اسی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔

O چار سال کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ ختم کیا۔ یقیناً بچپن میں امام احمد رضا کا (I.Q) ۲۰۰ ایک ریکارڈ (I.Q) ہے۔ محققین و ماہرین کے سامنے امام احمد رضا کی عبقری (Genius) شخصیت مزید تحقیق و جستجو کیلئے پیش کی جاتی ہے۔

O چھ سال کی عمر میں ایک عظیم مجمع میں ماہ مبارک ربیع الاول میں میلاد پاک پڑھا اور دو گھنٹے علم و عرفان کے دریا بہائے۔

O آٹھ سال کی عمر میں "ہدایۃ النحو" کی شرح بزبان عربی لکھی اور ۱۰ سال کی عمر میں فقہ کی مشہور و مستند کتاب "مسلم الثبوت" پر حاشیہ لکھا۔

O تیرہ سال کی عمر میں عربی زبان میں "ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والھدایہ" تصنیف فرمائی۔

O تیرہ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن کی عمر میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی۔

O چودہ سال کی عمر میں مسند افتاء پر متمکن ہوئے اور مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ دیا۔

امام احمد رضا اپنی حیرت انگیز اور محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے بہت جلد فارغ التحصیل ہو گئے چنانچہ خود فرماتے ہیں:

"میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے۔ اس وقت میں ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن کا تھا، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے۔"(۶)

O سولہ سال کی عمر میں "حل خطاء الخط" تصنیف فرمائی۔

O اٹھارہ سال کی عمر میں "السعی المشکور فی ابداء الحق المہجور" اور "فصل القضافی رسم الافتا" (بزبان عربی) تصنیف فرمائی۔

O بائیس سال کی عمر میں "معتبر الطالب فی شیون ابی طالب" لکھا جسے بعد میں شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ) میں شامل کر دیا گیا۔

O تیئیس سال کی عمر میں "نقاالنیرہ فی شرح الجوہرہ" اور "الطرازالرضیہ الی النیرۃ الوضیہ" تصنیف فرمائیں۔

O چوبیس سال کی عمر میں بزبان عربی "اطائب الاکسیر فی علم التکسیر" (مصنف کے ایجادات کثیرہ)(۷) اور

"نفی الفئی عمن بنورہ انار کل شئی" تصنیف کیے گئے۔

○ پچیس سال کی عمر میں درج ذیل رسائل تصنیف فرمائے۔

۱۔ الکلام للبہی تشبیہ الصدیق بالنبی ۲۔ وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق ۳۔ مطلع القمرین فی ابانۃ سبعۃ العمرین ۴۔ سلطنت المصطفےٰ فی ملکوت کل الورے ۵۔ المعود وتنقیح المحمود

○ چھبیس سال کی عمر میں درج ذیل رسائل تصنیف فرمائے۔

۱۔ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفےٰ والآل والاصحاب (۲) احکام الاحکام فی التناول من ید من مالہ حرام (۳) النفس الفکر فی قربان البقر (۴) الجلال جبریل جعلہ خادم للمحبوب الجمیل (۵) الآمر باحترام المقابر۔

○ ستائیس سال کی عمر میں دیگر تصنیفی کام کے علاوہ جو مشہور رسائل تصنیف فرمائے وہ یہ ہیں۔

(۱) اقامتہ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ (۲) ہدی الحیران فی نفی الفئی عن شمس والاکوان (۳) سن البراعہ فی تنقید حکم الجماعہ (۴) النعیم المقیم فی فرحۃ مولد النبی الکریم (۵) سیف الزمان لدفع ضرب الشیطن (۶) عبقری حسان فی اجابت الاذان

○ اٹھائیس سال کی عمر میں دیگر تصنیفی کام کے علاوہ جو رسائل تصنیف فرمائے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقےٰ (۲) بذل الصفا لعبد المصطفےٰ (۳) البشریٰ العاجلہ من تحف آجلہ (۴) شوارق النساء فی حدل المصر والفناء (۵) احسن الجلوہ فی تحقیق المیل والزراع والفراسخ والغلوہ (۶) النزیر الہائل لکل جاتف جاحل (۷) لمعۃ الشمعہ (۸) فتح خیبر (۹) الرائحۃ العنبریہ من المجمر الحیدریہ۔

(اس دوران دیگر تصنیفی کام مثلاً فتاوی نویسی، صحاح ستہ اور تفاسیر پر حاشیہ نگاری اور مختلف عقلی علوم وغیرہ پر تصنیفی کام جاری رہے۔)

علیٰ ھذا القیاس تصنیف و تالیف کی ایک طویل فہرست ہے جس کا یہ مقالہ متقاضی نہیں ہے۔ پھر یہ عبقری زماں لکھتے ہی چلے گئے بلکہ اتنا لکھا کہ قلم کو آپ کی مدت حیات پر استراحت نہ مل سکی۔ آپ نے مسلسل ۵۵ برس قلم کی جولانیاں دکھائیں اور ۷۰ سے زیادہ علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد تصانیف (عربی، فارسی، اردو زبان میں) تحریر فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی خداداد ذہانت اور محیر العقول واقعات تحریر کرنے سے پہلے پروفیسر ڈاکٹر چوہدری عبد القادر کی تصنیف "نفسیات تسویہ" کی ایک عبارت پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ امام بریلوی کی پہلودار شخصیت مزید ابھر کر سامنے آسکے۔ چنانچہ "نفسیات تسویہ" ایڈیشن چہارم صفحہ نمبر ۱۰۰ پر لکھا ہے۔

"نامور آدمیوں کے ریکارڈ ظاہر کرتے ہیں کہ جوانی میں انہوں نے تخلیقی کام کئے۔ مثلاً بہترین شاعری ۲۵ اور

۴۰ سال کی عمر میں لکھی گئی۔ کیمیا، طبعیات اور ایجادات کیلئے بہترین زمانہ ۳۰ اور ۳۵ کی عمر کا ہے۔ اس کے بعد دور انحطاط آجاتا ہے اور پرانے خیالات کو دہرا لیا جاتا ہے"۔

مندرجہ بالا تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد کا زمانہ انحطاط (ذہنی) کا زمانہ ہے لیکن جب ہم امام بریلوی کی شخصیت اور کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں تو بچپن، جوانی اور ۴۰ سال کے بعد کا زمانہ بہتر سے بہترین علمی، تحقیقی اور تخلیقی دور کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور دور انحطاط (ذہنی) سے مستثنیٰ نظر آتا ہے۔ بلکہ ان کا آخری دور ان کی تصنیف و تالیف کا مصروف ترین دور تھا۔ ایک ایک دو دو دن میں پورا رسالہ قلمبند کر دیا جاتا۔ چنانچہ قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے امام بریلوی کی خداداد ذہانت اور علمی تبحر کے چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

## محدث بریلوی اور محدث سورتی

ایک مرتبہ امام احمد رضا پیلی بھیت تشریف لے گئے اور مولانا وصی احمد محدث سورتی (۸) کے ہاں مہمان ہوئے۔ اثنائے گفتگو "عقود الدریہ فی تنقیح فتاوی الحامدیہ" (۹) کا ذکر چل پڑا۔ حضرت محدث سورتی نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے کتب خانہ میں ہے۔ محدث بریلوی نے اس وقت تک اسے نہیں دیکھا تھا۔ فرمایا "جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا۔" حضرت محدث سورتی نے کتاب لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دی اور یہ بھی فرمایا کہ "ملاحظہ فرمانے کے بعد بھیج دیجئے گا۔ آپ کے پاس کتابیں بہت ہیں اور میرے پاس گنتی کی یہی چند کتابیں ہیں۔ جن سے فتوی دیا کرتا ہوں۔" حضرت محدث بریلوی کو اسی دن واپس آنا تھا مگر ایک جاں نثار مرید کی دعوت پر رکنا پڑا آپ نے رات میں "عقود الدریہ" کی دونوں ضخیم جلدوں کا مطالعہ فرمایا لیکن ان جلدوں کو سامان میں رکھنے کی بجائے محدث سورتی صاحب کے یہاں بھجوا دی۔ اس واقعہ کے بعد محدث سورتی صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ "کیا میری اتنی سی گذارش پر "کہ مطالعہ کے بعد کتاب واپس فرما دیں گے۔" آپ کو اتنا ملال ہوا کہ آپ کتاب ابھی واپس کر رہے ہیں۔" حضرت محدث بریلوی نے فرمایا۔ "اگر کل ہی جانا ہوتا تو بریلی ساتھ لے جاتا۔" "لیکن جب رک گیا تو شب میں اور صبح میں پوری کتاب دیکھ ڈالی۔ اب لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" محدث سورتی نے فرمایا "کیا ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا۔" حضرت محدث بریلوی نے فرمایا "اللہ تبارک و تعالی کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینے جہاں کی عبارت چاہوں گا فتاوی میں لکھ دوں گا اور مضمون تو انشاءاللہ عمر بھر کیلئے محفوظ ہو گیا۔"

## محدث بریلوی اور محدث کچھوچھوی

تحریک پاکستان کے صف اول کے رہنما علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی ایک عجیب و غریب واقعہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذہانت اور خدا داد حافظہ کا یوں بیان فرماتے ہیں۔

"میں نے حساب کی تعلیم اسکول میں پائی تھی۔ لہٰذا مجھے حساب دانی میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ حساب والے استفتاء حل کرنے کیلئے زیادہ تر میرے ہی سپرد فرماتے۔ ایک مرتبہ ورثے کی تقسیم کے سلسلے میں پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرھویں پشت میں درجنوں وارث ہوں گے۔ مجھے اس کے جواب میں دو راتیں اور ایک دن مسلسل محنت کرنا پڑی۔ ایک ایک پیسے اور درجنوں وارثوں کا حق قلمبند کر دیا۔ عصر کی نماز کے بعد حسب معمول اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی خدمت میں جا بیٹھا تاکہ حساب کی مکمل تفصیل آپ سے عرض کردوں اور آپ اصلاح کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اصلاح کر دیں۔ میں نے وہ استفتاء پڑھنا شروع کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی سنتے سنتے اپنی انگلیوں کو بھی حرکت دے رہے ہیں یہ استفتاء چونکہ پندرہ پشتوں کے درجنوں وارثوں کے حساب کتاب پر مبنی تھا اس لیے یہ فل سکیپ کے دو صفحات پر پھیلا ہوا تھا۔ میں نے یہ استفتاء یعنی سوال ہی پڑھ کر ختم کیا اور ابھی جواب میں تحریر کیے ہوئے وارثوں کے حصے ظاہر نہ کیے تھے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے بلا توقف فرمانا شروع کیا۔ آپ نے فلاں کو اتنا، فلاں کو اتنا دیا۔ غرض درجنوں وارثوں کے نام اور ان کے حصے بتا دیئے۔ اب میں حیران و ششدر تھا کہ میں نے اپنے طور پر بیس دفعہ پڑھا ہر ایک کا نام بار بار پڑھ کر ان کے حصے نکالے۔ اس کے باوجود مجھ سے کوئی ان سب وارثوں کے نام پوچھے تو حصے کجا میں نام بھی شاید پورے نہ بتا سکوں جب تک لکھے ہوئے سامنے نہ رکھوں۔۔۔ اللہ اللہ یہ کیا تبحر، کیسی وسعت ادراک اور کتنی عظیم خداداد ذہانت و صلاحیت تھی جو حق تعالیٰ کسی کسی کو عطا فرماتا ہے۔"

اسی طرح انوار رضا میں ہے کہ امام احمد رضا مشکل سے مشکل فتاویٰ کا جواب اپنے شاگردوں اور احباب کو اس طرح قلمبند کراتے کہ حیرت ہوتی بے شمار کتابوں کے حوالے اس سلسلے میں دیتے اور سب زبانی فرماتے۔ الماری میں سے فلاں کتاب نکالو اتنے ورق الٹ لو۔ فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون ہوگا اسے نقل کر دو غرض کہ ان کا حافظہ، ذہانت اور دماغی باتیں عام لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان بھی علمی تبحر اور ذہانت و ذکاوت کا آئینہ دار ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری عمر سے دس گنا زیادہ کام لے لیا ہے۔ یہ اس کا انتہائی فضل و کرم ہے"۔ (۱۰)

خداداد ذہانت اور علمی تبحر کا منفرد انداز ملاحظہ ہو چنانچہ انوار رضا میں لکھا ہے۔

"دار الافتا میں بیک وقت چار چار خطوط اور فتوے املا کراتے، کاتب لکھتے جاتے، سب کے مضامین الگ الگ، سب کے دلائل الگ الگ، سب کے ماخذ الگ الگ، مگر کسی ایک کا تسلسل نہ ٹوٹتا اور سرعت فکر کا یہ عالم کہ چاروں

کاتب فارغ نہ ہوتے پانچویں ورق کیلئے املا تیار ہوتا۔"

انوار رضا میں خداداد حافظہ کے کمال کا ایک واقعہ یوں درج ہے۔

"ایک مرتبہ ایسا ہوا ایک استفتاء آیا دارالافتاء میں کام کرنے والوں نے پڑھا اور ایسا معلوم ہوا کہ نئے قسم کا حادثہ دریافت کیا گیا اور جواب جزیہ کی شکل میں نہ مل سکے گا۔ فقہا کرام کے اصول عامہ سے استنباط کرنا پڑے گا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں۔ اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں۔ امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تو بڑا پرانا سوال ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں ابن عابدین نے ردالمختار کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر فتاویٰ ہندیہ میں فتاویٰ خیریہ میں یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں اس خداداد ذہانت اور فضل و کمال نے علماء کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

مندرجہ بالا چند واقعات کے بعد مفکر اسلام امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کا جوانی کا مقیاس ذہانت (I.Q) برقرار و بحال ہے جو اپنی مثال آپ ہے ماہرین نفسیات کیلئے جہاں دعوت فکر ہے وہاں امت مسلم کیلئے قابل فخر بھی ہے۔

## صرف ایک ماہ میں حفظ قرآن کیا (۱۱)

یہ واقعہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء کا ہے یعنی جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عمر ۶۳ برس تھی۔ ایک عریضہ آیا جس پر اعلیٰ حضرت کے القاب کے ساتھ ساتھ حافظ لکھا ہوا تھا امام احمد رضا اس وقت تک حافظ نہ تھے شیر بیشہ اہلسنت مناظر اعظم مولانا حشمت علی خان صاحب کا بیان ہے کہ اس عریضے کو سن کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قبلہ کی چشمان مبارک میں آنسو بھر آئے اور فرمانے لگے کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے حق میں قرآن حکیم میں آیا ہے۔
(یعنی جب ان لوگوں کی تعریف میں ایسی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو ان کے اندر نہیں تو وہ لوگ اپنی ایسی تعریف کو پسند کرتے ہیں۔ ان کیلئے ہلاکت ہے) دوسرے دن سے قرآن پاک حفظ کرنا شروع فرما دیا جس کا وقت عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا۔ حفظ کرنے کا انوکھا انداز ملاحظہ ہو۔

مصنف بہار شریعت علامہ مولانا امجد علی خان صاحب (خلیفہ اعلیٰ حضرت) قرآن عظیم کی تلاوت فرماتے اور امام احمد رضا سماعت فرماتے جاتے پھر جماعت قائم ہوتی تھی اعلیٰ حضرت قبلہ جتنا قرآن پاک سنتے تھے وہ سب تراویح میں سنا دیتے۔ کبھی ایک پارہ کبھی ڈیڑھ پارہ۔ روزانہ یہی معمول رہا۔ یہاں تک کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ کی تمام تراویح میں حفظ قرآن عظیم پورا کر لیا اور صرف ایک مہینے میں حافظ ہو گئے

اور فرمایا "الحمدللہ ہم نے کلام پاک ترتیب کے ساتھ یاد کر لیا اور یہ اس لیے کہ بندگان خدا کا کہنا غلط ثابت نہ ہو۔"

حیرت انگیز بات یہ تھی کہ عشاء کے وضو فرمانے کے بعد جماعت قائم ہونے تک کے مختصر سے وقت میں ہر روز پارہ ڈیڑھ پارہ صرف زبانی سن کر اور نماز تراویح میں سنانے کے باوجود مختلف فتاوی لکھنے، مسائل شریعت اور اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مقدسہ سنانے وغیرہ روزانہ کے مشاغل دینیہ میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑا۔(۱۴)

الغرض اعلیٰ حضرت اعلیٰ کرامت کا نمونہ ربانیہ ہیں جن کے بلند مقام کو بیان کیلئے اب تک ارباب لغت واصطلاح لفظ پانے سے عاجز رہے ہیں۔

## زندگی کے آخری ایام اور خداداد ذہانت کا بیان

وصال سے چند ماہ قبل رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی غرض سے پہاڑی مقام بھوالی ضلع نینی تال تشریف لے گئے کچھ عرصہ قیام رہا۔ کتابیں پاس نہ تھیں پھر بھی رسائل بھی تحریر کیے اور فتاوی کے جوابات بھی دیتے رہے جن میں اصل کتابوں کے متون مع حوالے (ایک دو حوالے نہیں دس دس بیس بیس تیس تیس حوالے) تحریر فرمائے یہ سب کچھ اعلیٰ ذہانت اور بے پناہ قوت حافظہ کے زور پر تھا۔ الغرض عمر کے آخری حصہ میں بھی حافظہ کی خداداد صلاحیت اور بے مثال ولازوال مقیاس ذہانت (I.Q) بر قرار رہا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ کا آخری دور آپ کی تصنیف و تالیف کا مصروف ترین دور تھا۔ ایک ایک دو دو دن میں پورا رسالہ قلمبند کر دیا جاتا۔ الغرض مندرجہ بالا ثبوت وواقعات امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذہانت وذکاوت اور بے مثال آئی۔ کیو (I.Q) کیلئے کافی سے زائد ہیں۔ ان تمام کی روشنی میں دیکھا جائے تو امام احمد رضا بریلوی کا بچپن کی عمر میں یہ نفیس جواب۔

"پہلے نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے پھر ستر بہکتا ہے۔" مقیاس ذہانت (I.Q) کا عالمی ریکارڈ ہے۔"

الغرض ماہرین ومحققین نفسیات کی کتابوں میں جتنے مغربی ذہین شخصیات کا تذکرہ اور ان کے کارنامے بیان کیے گئے ہیں۔ ان سب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عالمگیر اور تاریخ ساز شخصیت کو خداداد ذہانت اور بے مثال (I.Q) (بچپن، جوانی، آخیر عمر) کے حوالے سے ممتاز و مسلم مقام حاصل ہے۔ جس پر ان کا مندرجہ بالا محفوظ ریکارڈ شاہد عادل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی لازوال وبے مثال

علمی، دینی، سائنسی خدمات عالم اسلام کیلئے قابل فخر ہیں اور ماہرین کیلئے دعوت فکر و عمل اور درس تحقیق و جستجو ہیں۔

# حواشی و حوالاجات

۱۔۔ذہانت کا پہلا ٹسٹ ۱۹۰۵ء میں فرانس کے ماہر نفسیات الفرڈ بینے (Alfeerd Binet) نے اپنے معاون تھیوڈور سائمن (Theodore Simon) سے مل کر تیار کیا۔ فرانس کی وزارت تعلیم نے ایک کمیشن قائم کیا ۔ بینے اس کمیشن کا ممبر تھا۔ اس کمیشن نے بینے کو اس کام پر مامور کیا کہ ناقص الذہن (Mentally Re-tarded) بچوں کیلئے تعلیمی پروگرام مرتب کرے۔ ان دونوں نے مل کر ذہنی آزمائش کے ٹسٹ بنائے جو انہیں سے موسوم ہیں۔ یہ ٹسٹ ۳۰ سوالات پر مشتمل تھے جو آسان سے بتدریج مشکل ہوتے جاتے تھے۔ یہ ٹسٹ ۳ تا ۱۰ سال کی عمر تک تھے۔(راقم)

۲۔۔ذہنی کم عقل کی درجہ بندی Classification تین اقسام کی ہے۔

Educable 1, MR Trainable Mild Moderate

2, MR Serve Profound Idiot < 25 Imbecile 25-49

3, MR Morons 50-69 Genetic Studies of Genius vol II (Standford University Press 1926)

۴۔۔ڈاکٹر حسن رضا اعظمی نے پٹنہ یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی فقاہت پر ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹریٹ کیا۔ ان کا مقالہ فقیہہ اسلام ۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جسے اسلامی پبلیکیشنز سنٹر پٹنہ نے شائع کیا ہے۔(راقم)

۵۔۔امام احمد رضا کے والد گرامی علامہ نقی علی خان اور دادا جان علامہ رضا علی خان اپنے دور کے عظیم سکالر اور صاحب کمال بزرگ تھے۔(راقم)

۶۔۔الاجازۃ الرضویہ لمجل مکۃ البہیہ۔۔۔امام احمد رضا بریلوی ص ۳۰۹

۷۔۔مدینہ منورہ سے مولانا سید حسین مدنی ابن سید عبدالقادر شامی علم تکسیر کی تحصیل کیلئے امام احمد رضا کے پاس آئے۔ ۴ مہینے دولت کدے پر قیام کیا۔ موصوف ہی کیلئے علم تکسیر میں یہ رسالہ لکھا۔

نوٹ:۔اہل دانش اسی حیرت انگیز ذکاوت کی وجہ سے امام بریلوی کیلئے Super Genius Genius of the East اور Super Man استعمال کرتے ہیں۔(راقم)

۸۔۔حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر شبینہ میں بخاری شریف جائز ہوتی تو صرف محدث سورتی ہی ختم شریف کر سکتے۔(راقم)

باقی صفحہ 54

# جاہل عوام، صوفی اور پیر بے لگام فتاوی مصطفویہ کی روشنی میں

محمد ادریس رضوی۔ ایم۔ اے۔ جامع مسجد۔ پتری پل۔ کلیان

مسلمانوں کی اکثریت جس طرح نماز و روزہ و اسلام کے دیگر احکام سے غافل ہو چکی ہے۔ اس سے زیادہ ان احکام کے مسائل سے ناواقف و نا آشنائے محض ہے۔ علماء کی صحبتوں سے دور بد مذہبوں کی قربت اختیار کرنے والوں پر غیروں کا رنگ ایسا چڑھ جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام و قرآن اور شعائر اسلامی کے خلاف واہیات و کفریات بکنے لگتے ہیں۔ ایسے میں نقلی پیروں اور صوفیوں کی حالت اور بھی بدتر ہے۔ وہ جھوٹ اور فریب کے توسط سے اپنی دکان چمکاتے خود گناہ بٹورتے اور لوگوں کو بھی گناہوں کے دلدل میں پھنسا جاتے ہیں۔ ایمان و عبادت کا درس دینے کے بجائے الٹی پٹی پڑھاتے ہیں کہ رہا سہا ایمان کی دولت بھی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ جیسا کہ شمع نیازی نے یہ لکھ کر لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

"میرا عقیدہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کے لیے چاہے جس طرح سے عبادتیں کی جاویں سب درست ہیں۔ چاہے وہ صوفی ہوں یا شریعت والے ملا مولوی یہاں تک کہ ہندو، بدھ، سکھ، عیسائی، یہودی اور پارسی وغیرہ اپنے اپنے مذہبی طریقوں سے عبادتیں کرتے ہیں۔ پس خدا کی نظروں میں سب کی عبادتیں درست اور صحیح ہیں۔ کیونکہ انہیں عبادتوں کے ذریعہ انہیں خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ (۱)

شمع نیازی کا عقیدہ قرآن کے برعکس ہے۔ اللہ رب العزت جل وعلا حق و باطل کے فرق کو مٹانے کے لیے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ۔ ترجمہ۔ "تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔ سورت الکافرون کی شان نزول کی وجہ یہ ہے کہ۔ "قریش کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کو شریک کروں۔ کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کردیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس پر یہ سورۂ شریفہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی حضور نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور اور حضور کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔ (۲)

ثابت ہوا کہ عبادت کے وہ سب طریقے درست نہیں ہیں وہ طریقے ہی درست اور صحیح ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔ اللہ جل وعلا نے قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر بتوں اور اس کے پرستاروں کی مذمت کی ہے۔

# نماز سے انکار اور جھوٹ کے پُل

نیازی کو جھوٹی یگانت وایکتا کا جوش ہوا تو لکھ مارا کہ۔ "پس شریعت اور نماز کے متعلق عوام ہی فیصلہ کریں نمازوں میں قدیم زمانے کی قصہ کہانیاں پڑھ دینا یا کسی شادی بیاہ اور پیدائش بیان کر دینا۔ پھر یہ کیسی نمازیں ہوئی ایسی نمازیں تو زمانہ جاہلیت والے پڑھتے تھے کہ وہ اپنی عبادتوں میں لات، منات، عزیٰ، نائلہ، سلیمان، بلقیس، یوسف زلیخا اور عیسی مریم کی داستانیں پڑھتے تھے۔ جس کو حضور سرکار دو عالم نے منسوخ کر دیا تھا پھر وہی سب باتیں آج نمازوں میں پڑھنا کیونکر درست ہے؟ (۳)

نیازی نے نماز میں سورۃ لہب، یوسف اور مریم وغیرہ کو قدیم زمانے کے قصے بتایا ہے کہ ان سورتوں کے پڑھنے سے نماز نہیں ہوئی ہے اور یہ جھوٹ کے پُل باندھا ہے کہ ایسی نمازیں زمانہ جاہلیت والے پڑھتے تھے لیکن حوالے سے ثابت نہیں کیا ہے کہ ابو جہل، ابو لہب، عتبہ، شیبہ اور دوسرے مشرکین نماز پڑھتے تھے تو حدیث کی کس کتاب میں کن راویوں سے روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ من گڑھت کہانی گڑھ کر نماز سے فرار اختیار کرنے کے لیے جو دل میں آیا بک دیا ہے۔

مشکوۃ المصابیح باب قرأت میں حضرت عبادہ ابن صاحب، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابو قتادہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت جابر ابن سمرہ، حضرت زبیر ابن مطعم حضرت ام فضل بنت حارث، حضرت جابر و براء و عمر بن حریث، حضرت عبداللہ ابن سائب و عبداللہ ابن ابی رافع و نعمان بن بشیر حضرت ابن عباس و وائل ابن حجر و ابو زہیر نمیری حضرت عائشہ و عقبہ بن عامر و عبداللہ ابن مسعود حضرت سلیمان ابن یسار و ابن عمرو عبداللہ ابن ابی اوفی حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی وعروہ حضرت فرافصہ ابن عمیر حنفی و عامر بن ربیعہ حضرت عمر ابن شعیب و عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے پچاس کے قریب احادیث بیان کی گئی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں کون کونسی سورتیں پڑھتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

(۱) حضرت ابن شعیب وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں کہ مفصل کی کوئی چھوٹی بڑی سورت ایسی نہیں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے نہ سنی ہو جس سے آپ فرض نماز میں لوگوں کی امامت کرتے تھے اور (۲) حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر ابن خطاب کے پیچھے فجر پڑھی تو آپ نے ان دو رکعتوں میں نہایت آہستہ سورہ یوسف اور سورہ حج پڑھی (۴)

حدیث (۱) سے ثابت ہو گیا کہ حضور نمازوں میں قرآن کی تمام سور تہائے مبارکہ کو پڑھتے تھے اور صحابہ کرام حضور کی اس سنت پر عمل کرتے تھے جیسا کہ حدیث (۲) سے واضح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف پڑھی۔ مسلمان اس سنت پر عمل کرتے ہوئے قرآن کی کسی بھی سورت کو نماز میں پڑھ سکتے ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں چودھویں صدی کے نفس پرست اور شکم پرور خود ساختہ صوفی کا فریب عیاں ہو جاتا ہے۔

نماز و قرآن سے انکار کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ لات ، منات و عزیٰ اور نائلہ بتوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام و ملکہ سبا بلقیس، حضرت یوسف علیہ السلام و زلیخا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ابن مریم علیہا السلام کے قصوں میں رشد و ہدایت کے پہلو پائے جاتے ہیں یا ضلالت و گمراہی کے؟ زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے بتوں کو کس مرتبہ پر پہنچا دیئے تھے۔ لات، منات و عزیٰ کا ذکر قرآن میں کس لیے کیا گیا ہے؟ اگر کوئی شخص ان موٹی باتوں کو نہیں سمجھ پاتا ہے تو نرا جاہل ہے۔ سورہ یوسف کو "احسن القصص" ایک بہترین قصہ" کہا گیا ہے۔ اس میں عظیم المرتبت ہستی سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے عظیم کردار کو بتایا گیا ہے۔ فی غیبت الجب" میں ڈالنے والے بھائیوں کو قال لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (کہا نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن) کہہ کر معاف فرما دیا۔ ھیت لک (جلدی کرو) کا اشتعال انگیز نعرہ بلند کرنے والی "معاذ اللہ" (اللہ کی پناہ) کی صدا سن کر مایوس ہو جاتی ہے۔ عزیز مصر کو حضرت یوسف نے مابال النسوۃ التی قطعن ایدیھن کا پیغام دیا تو الئن حصحص الحق، کہہ کر عزیز مصر کی بیوی اپنے جرم کا اعتراف کر لیتی ہے۔

سورہ مریم میں رب العزت جل جلالہ نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا گھبراؤ نہیں، ربک ھو علی ھین۔ ترجمہ۔ تیرے رب نے فرمایا ہے یہ کہ (یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا) مجھے آسان ہے۔"اور جب حضرت مریم کی قوم کے لوگوں نے آپ کو "سمر سم لقد جئت شیئا فریا (اے مریم بے شک تو نے بہت بُری بات کی) کہہ کر مخاطب کیا تو دودھ پیتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے "قال انی عبد اللہ اٰتنی الکتٰب و جعلنی نبیا" (فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا) کی صدا لگا کر لوگوں کو مبہوت کر دیا۔

سورہ النمل میں کیا گیا ہے کہ ملک سبا کی ملکہ اور اس کی رعایا اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتی تھیں ۔ بت پرستی میں مبتلا تھیں۔ بت پرستی کے اس قلعہ کو توڑنے کیلئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو حکم دیا کہ ملکہ سبا اور اس کے تخت کو اٹھا لاؤ۔ آپ کے محل میں جب ملکہ بلقیس داخل ہوئیں تو بول پڑیں۔ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ترجمہ۔ عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہاں کا۔"

"حضرت سلیمان کے محل میں آکر۔" اس نے اخلاص کے ساتھ توحید و اسلام کو قبول کیا اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کی۔ (۵) ان قصوں سے اگر کسی کے دل میں چور بیٹھتا ہے تو وہ دل نور ایمان سے خالی ہو گیا ہے۔

## اسلام و دین کیا ھے

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے۔ جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے۔ ان پر آثار سفر ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے کوئی انہیں پہچانتا بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور کے گھٹنوں شریف میں مس کر دیئے اور اپنے ہاتھ اپنے زانوں پر رکھے اور

عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق بتائیے۔ فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، کعبہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچ سکو۔ عرض کیا سچ فرمایا۔ ہم (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو ان پر تعجب ہوا کہ حضور سے پوچھتے بھی ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں۔ عرض کیا مجھے ایمان کے متعلق بتائیے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، اس کے رسولوں اور آخری دن کو مانو اور اچھی بری تقدیر کو مانو عرض کیا (حضرت جبریل علیہ السلام نے) آپ سچے ہیں الخ (۶)

## کفر وارتداد کی باتیں

(۱) بت یا سورج کو سجدہ کرنا اور قتل نبی یا نبی کی توہین یا مصحف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یقیناً کفر ہیں (۲) یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا، سر پر چوٹیا رکھنا، قشقہ لگانا ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں (۳) جس چیز کی حلت نص قطعی سے ثابت ہو اس کو حرام کہنا اور جس کی حرمت یقینی ہو اسے حلال بتانا کفر ہے۔ جبکہ یہ حکم ضروریات دین سے ہو یا منکر اس حکم قطعی سے آگاہ ہو (۴) نفاق کی زبان سے دعوی اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار یہ بھی خالص کفر ہے (۵) غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت جاننا یعنی الوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ (۶) جو کسی کافر کیلئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی کہے وہ خود کافر ہے (۷)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین اور آپ پر سب و شتم کرنے والا.... مسلمان ہو یا کافر۔ واجب القتل ہے۔ ان اقوال سے، جن میں آئمہ اربعہ رحمھم اللہ کے اقوال بھی ہیں، سب و اہانت کی بعض صورتیں بھی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی عیب کا انتساب کرنا (۲) آپ کے نسب پر طعن کرنا (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات میں سے کسی اخلاق وعادت کو ہدف ملامت بنانا۔ (۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے طریقے سے ذکر کرنا جس سے بغض ونفرت کا اظہار ہوتا ہو۔ (۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی باتیں منسوب کرنا جو آپ کی شان کے شایان نہ ہوں۔ (۶) تبلیغ ودعوت کی راہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن ابتلاؤں اور مشقتوں سے دوچار ہونا پڑا، ان کو بطور عار بیان کرنا۔ (۷) عوارج بشریہ جو حیثیت انسان کے ہر انسان کو لاحق ہو سکتے ہیں، ان کا بطور استخفاف ذکر کرنا۔ (۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سخیف، منکر اور جھوٹی باتیں کرنا (۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت بھیجنا (۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مضرت کی آرزو کرنا (۱۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بددعا کرنا۔

غرض ہر وہ بات، انداز اور طرز عمل جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص واہانت ہو۔ وہ صریح کے حکم میں ہیں جو مقضی الی الکفر والارتداد ہے۔ اس میں حالات وواقعات کے مطابق اور بھی چیزیں شامل ہو سکتی ہیں جن میں توہین رسالت کے پہلو پائے جائیں۔ مثلاً

(۱) یہ دعویٰ کہ قرآن منزل من اللہ نہیں، بلکہ یہ تورات وانجیل اور دیگر صحف سابقہ کا چربہ ہے۔
(۲) نزول وحی کی خاص کیفیت اور ثقل کو مرگی اور مالیخولیا وغیرہ سے تعبیر کرنا۔
(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار سے زیادہ ازواج مطہرات کی جو خصوصی اجازت دی گئی تھی اس کو "رنگیلا رسول" کے روپ میں پیش کرنا (۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا یا ایسے جھوٹے نبی کے دعوے کی تصدیق کرنا (۵) زبانی، تحریری یا ڈرامائی تمثیل یا تصاویر کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانا۔ (۶) آپ کو دیگر فلاسفہ یا مصلحین کی طرح محض ایک مصلح ماننا وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح مذہب کی توہین کی مثالیں حسب ذیل ہو سکتی ہیں۔ (۸)

(۱) اسلام اقدار و شعائر کا مذاق اڑانا مثلاً ڈاڑھی کا استہزاء و استخفاف، اسلامی لباس و حلیہ کا مذاق اڑانا، پردے کا مضحکہ اڑانا۔ (۲) اسلامی تعلیمات کا تمسخر اڑانا، ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کا مذاق اڑانا ملائکہ، جنت، دوزخ، حشر نشر، جنت کے حور و غلمان کا مذاق اڑانا۔ (۳) شریعت کے حلال کردہ امور کو حرام اور حرام کردہ امور کو حلال سمجھے اور حلال و حرام کی حکمت پر نکتہ چینی کرے یا اس کا تمسخر اڑائے وغیرہ وغیرہ۔ (۹)

بعض لوگ اہلسنت وجماعت کے مفتیانِ کرام کو متشدد دکھ کر ان سے منہ پھیرتے اور لوگوں کو متنفر کرتے اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ائمہ کرام وفقہائے عظام کے اقوال کیا ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ میں قرآن واحادیث، ائمہ و علماء، قدیم فقہا اور مشائخین کرام کی کتابوں سے کثیر حوالے نقل کیے، عقلی دلائل اور علمی باریکیاں بھی بیان کیے ہیں۔ جن سے عوام بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔ ایک استفتا میں مسائل کے سوال کا ایک جزیہ ہے۔ "کہ زید کہتا ہے کہ ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کعبہ میں جاکر پتھر کو سجدہ کرتے ہیں۔" مفتی اعظم ہند اس کے جواب میں تحریر کرتے ہیں۔

"یہ شخص جلد توبہ کرے۔ کوئی مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتا۔ جہت کعبہ سجدہ خدا کو کرتا ہے کافر بتوں کو سجدہ کرتا ہے۔ ان کی پرستش و بندگی و عبادت کرتا ہے۔ کعبہ جاکر پتھر کو سجدہ کرنا مسلمانوں پر محض افتراء ہے جیسے کعبہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا ہے یونہی وہاں جاکر عین قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے۔ سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کیلئے ہوتا ہے کیا کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان مسجد کی دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں اور جو مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تو وہ گھر کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں مسجود الیہ کو مسجود لہٗ ٹھہرا کر فرق اسلام وکفر گڑھنا کیسی شدید بات ہے (۱۰)

بتوں کو سجدہ کرنے والوں کا انجام آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ: اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرائے کہ اس کی راہ سے بہکادیں تم فرماؤ کچھ برت لو کہ تمہارا انجام آگ ہے (۱۱)

ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے پر اعتراض کرتا ہے کہ آپ نماز نہ پڑھیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ترجمہ: ہاں ہاں اس کی ایک نہ سنیئے (اے حبیب) سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جایئے (۱۲) معلوم ہوا کہ مسلمان سجدہ اللہ تعالیٰ کو کرتا ہے۔ پتھر کو سجدہ کرنا مقصود ہوتا تو رسول کائنات صلی اللہ علیہ

وسلم کعبہ شریف سے بتوں کو نکال کر باہر نہیں پھینکتے ، کعبہ صرف قبلہ ہے کہ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پورب و پچھم کے درمیان قبلہ ہے۔ یہ حدیث مدینہ والوں کے لیے ہے کیونکہ وہاں کعبہ جانب جنوب ہے۔ ہمارے یہاں قبلہ جانب مغرب ہے (۱۳) اس حدیث شریف کی روشنی میں حضرت مفتی اعظم ہند کا فتوی نہایت مثبت ہے اور زید کا قول باطل اور جہالت پر مبنی ہے۔

سوال کا دوسرا حصہ ملاحظہ کیجئے زید کا کہنا ہے۔ "ہندو پتھر پر پانی پھول چڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی پھول مہادیو کو پہنچتا ہے اور ہم کعبہ میں جاکر کنکریاں مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان کو چوٹ لگتی ہے پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔"

ایسا سوال نادان و جاہل مسلمان اور غیر مسلم بھی کرتے ہیں اس لیے مناسب ہے کہ جواب من و عن نقل کردیا جائے کہ ایسے لوگوں کو خاموش کرنے کیلئے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی تحریر نافع ہے۔ تھوڑی فہم والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"اس شخص پر توبہ فرض ہے۔ مسلمان رمی جمار (حاجی منا میں پہنچ کر ایک مقام پر کنکریاں مارتے ہیں اس کو رمی جمار کہتے ہیں) امتثال امر (حکم کی تعمیل) کیلئے کرتے ہیں۔ حکیم کے ہر کام میں مصالح ہوتے ہیں۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ آدمی بہت کام کسی اپنے معتمد کے کہنے سے ایسے کرتا ہے جس کی حکمت خود نہیں جانتا ہے کہ میں اپنے جہل سے اپنی نادانی سے اس کا فائدہ نہیں سمجھتا مگر کچھ نہ کچھ فائدہ ہے ضرور جب تو یہ مجھے اس کے کرنے کا حکم دے رہا ہے تو اس حکیم حقیقی عزت عظمۃ و جلت حکمۃ جس کی شان ہے لایسئل عما یفعل اس کے احکام میں چوں چرا کا کیا موقع ، کہ محال ہے کہ وہ کسی عیب کا حکم دے تو ضرور اس میں فائدہ ہے۔ کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ میرا پتھر شیطان کے جسم پر پڑتا ہے۔ محض امتثال امر کیلئے پتھر مارتا ہے۔ نیز اس لئے کہ رب عزجلالہ کے خلیل جلیل کی سنت کریم ہے علیہ الصلوۃ والتسلیم۔ جہاں خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں شیطان ان سے معترض ہوا بحکم الٰہی آپ نے اسے پتھر مارے کہ وہ خائب و خاسر ہوا ہم بھی رب جلیل کے۔ اس خلیل جلیل محبوب جمیل کے اتباع میں ایسا کرتے ہیں کسی کی جانب پتھر پھینکنے سے مقصود جب ہی حاصل نہیں جبکہ وہ پتھر اس کے جا لگے۔ کسی کو بھگانا مقصود ہوتا ہے تو اس کی طرف پتھر پھینکے جاتے ہیں تو بھاگ جاتا ہے اگرچہ ایک پتھر بھی اس کے نہ لگے۔ بندر اور کوا کیا جب ہی بھاگتا ہے جب اس کے جسم پر جا لگتا ہے؟ بلکہ بھگانے کا مقصود کبھی محض اشارہ سے پورا ہو جاتا ہے ہاتھ میں پتھر نہ ہو جھک کر اٹھانا اور بندر و کوے کی طرف خالی اس طرح پھینکنا جس طرح پتھر ہاتھ میں لے کر پھینکا جاتا ہے۔ بسا اوقات کافی ہوتا ہے۔ تو اس خیال سے کہ وہ عدو اللہ جو ایسے عظیم و جلیل سے یہاں معترض ہوا وہ ہم جیسوں کا یہاں کیوں تعرض نہ کرے گا۔ جو ہمارے دم کے ساتھ ہر قدم ہے۔ اس کا وہی علاج کیا جائے جو اس خلیل جلیل نے فرمایا۔ ان کے اتباع کی برکت ہوگی اور عدو اللہ دفع ہوگا اگرچہ خلیل جلیل کا کوئی وار خالی نہ گیا اور ہمارا ہر پتھر خالی جائے۔ مگر پتھروں کی جب بارش ہوگی تو وہ ورے گا نہیں بھاگ جائے گا۔ پھر تذلیل کا مقصد تو حاصل ہے ہی۔ کسی کی تصویر بنا کر اس کے جوتے

پتھر مارے جائیں تو اگرچہ اس کے جسم پر وہ پتھر جوتے نہیں لگتے۔ مگر جس کی تصویر ہے اس کے دل پر زخم کاری لگتا ہے۔ تو شیطان کے قلب پر کاری زخم لگانے کیلئے اس عدو اللہ کے ان مقامات پر جہاں وہ اللہ کے خلیل سے معترض ہوا مسلمان پتھر مارتے ہیں اس میں اور اس لغو بیہودہ بے معنیٰ حرکت کفری میں فرق نہ گننا کیسی شدید بات ہے۔ پتھر پر پانی پھول چڑھانا اور اس کا مہادیو کو پہنچ جانا اور شیطان کے چوٹ لگنا کیسے ایک سا جانا؟ دل پر چوٹ لگنے کیلئے جسم پر پتھر لگنا ضروری نہیں (۱۴)

## رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میں اس مسلمان سے بیزار ہوں جو کفار میں رہے ہے۔" (۱۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر ایسا کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ کفر اسلام کی ضد اور کفار مسلمان کے دشمن ہیں۔ ان کی صحبت میں رہنے والا واہیات و خرافات میں ڈوب جاتا اور اسلام و مسلمان کے خلاف بولنے لگتا ہے۔ ۳۱ر دسمبر ۹۲ء کے روزنامہ ہندی کے 'نو بھارت ٹائمز' ممبئی کے شمارہ میں آندھرا پردیش کے شیخ احمد نام کے ایک شخص کا مراسلہ شائع ہوا تھا اس کے چند سطور ملاحظہ کیجئے۔ "اب سوال ہے بابری مسجد کا تو یہ بات دنیا جانتی ہے کہ ایک غیر ملکی حملہ آور نے بھارت پر چڑھائی کر کے اپنی جیت کی خوشی میں مدہوش کئی مندر توڑ کر وہاں مسجدیں بنادیں جس میں اجودھیا کا رام مندر بھی شامل تھا۔ حملہ آور تھا بابر، بابر کے سوا کسی اور مسلمان نے بابری مسجد میں نماز ادا کی ہو ایسا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔"

غیروں کی صحبت داری اختیار کرنے والے مسلمانوں کا واقعہ اس سے بھی زیادہ المناک ہے جو شدھی تحریک کے زیر اثر آکر اپنا دین و اسلام چھوڑنے کیلئے تیار تھے اس وقت حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے غیر معمولی کارنامہ انجام دیا اور لاکھوں مسلمانوں کو کافر ہونے سے بچایا۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ میں آریہ ہو جاؤں گا، خواہ یہ کلمہ مذاق کے طور پر بکا ہو تو از روئے شریعت اس شخص پر کفر لازم آئے گا یا نہیں؟ اس تعلق سے ۲۲ر جمادی الاول ۱۳۵۱ھ کو رنگون سے مولانا حشمت علی قادری لکھنوی نے ایک استفتاء تحریر فرمایا۔ اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"(عمرو) نے یہ کہا تھا کہ اگر میرے سسرال والے اسی طرح میری دشمنی پر آمادہ رہے تو میں آریہ ہو جاؤں گا پھر میرا کیا کر سکیں گے اور یہ کلمات (عمرو نے کہا) میں نے ہنسی مذاق کے طور پر کہے تھے۔ (ایک) عالم دین نے فتویٰ دیا کہ تم اسلام سے خارج ہو گئے اور تمہاری بیوی نکاح سے خارج ہو گئی اور اس وقت عمرو سے توبہ کرائی اور از سر نو تلقین اسلام کی۔ اس فتویٰ پر عمرو کے طرفداروں نے شور و غوغا مچا رکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے اعلان کر دو آج سے ہماری برادری کا کوئی آدمی مولوی صاحب کے وعظ میں نہ جائے۔ کوئی کہتا ہے آج ایسے ہی فتووں کا زور رہا تو دنیا بھر کے نکاح فسخ ہو جائیں گے۔"

جواب میں مفتی اعظم ہند تحریر فرماتے ہیں۔ "عالم دین کا فتویٰ حق و صحیح و صواب اور اس پر شور و غل مچانے اور بیہودہ غوغا کرنے کرانے والے باطل پر، بے شک بے ارتیاب مستحق عذاب، مستوجب قہر

وغضب حضرت رب الارباب، فی الواقع صورت مسئولہ میں عمرو پر توبہ و تجدید نکاح لازم تھی اسی کا عالم دین نے حکم دیا۔ اگر عمرو اپنے بیان میں سچا بھی ہو کہ اس نے یہ ہازلا بکا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ جب لفظ معنی کفر میں ظاہر ہو تو نیت وعدم نیت کا فرق نہیں ہوتا۔ اس کے قائل پر توبہ و تجدید نکاح ہی کا حکم ہوتا ہے (۱۶)

چونکہ حضرت حشمت علی علیہ الرحمۃ عالم دین تھے اس لیے ان کے علم کے شایان شان جواب تحریر فرمایا۔ اور حضرت امام ابن حجر مکی قدس سرہ "المکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام" سے پانچ حوالے نقل کر دیئے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "یہ وہاں ہے جہاں لفظ محتمل (مشکوک) ہو مگر معنی کفر میں ظاہر ہو جہاں دوسرا احتمال راُشا (براہ راست) ہو ہی نہیں اس کا کیا پوچھنا عمرو کے قول میں تو یہ ہے کہ میں آریہ ہو جاؤں گا جو عزم بالجزم (پکا ارادہ) بتا رہا ہے جس میں اصلاً کوئی اور احتمال نہیں۔ علمائے کرام نے اس سے ہلکے اقوال پر بھی حکم کفر فرمایا (۱۷) پھر فتاوی بزازیہ، فتاوی ظہیریہ امام ظہیر الدین مرغینانی، شرح فقہ اکبر علی قاری، فتاوی قاضی خاں، فتاوی خانیہ، مجمع الانہر، فتاوی خلاصہ وغیرہ سے متعدد حوالے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ "جب بفضلہ تعالیٰ عمرو سے عالم نے توبہ لے لی بکرمہ تعالیٰ الزام کفر اٹھ گیا۔ (۱۸)

عمرو کے توبہ کرنے کے بعد اس کے سر سے کفر کا الزام ختم ہو گیا تو اب تجدید نکاح کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وہ نکاح کرتا ہے تو مہر جدید ہو گا یا نہیں اور سابقہ مہر اس پر واجب الادا ہے یا نہیں؟ ان مسائل سے لوگ ناواقف ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کی حرکت کرنے والے توبہ کرکے بیٹھ جاتے ہیں اور جدید نکاح کی ضرورت نہیں سمجھتے تو نیا اور پہلا مہر کی باتوں پر کون دھیان دیتا ہے۔ اس تعلق سے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ رقم کرتے ہیں۔

"مگر اس تجدید اسلام سے اسے عورت پر دسترس حاصل نہ ہوئی کہ اس کلمہ کفر سے جو نکاح ٹوٹ گیا وہ اس تجدید اسلام سے جڑ نہ گیا نہ اس سے عمرو کو عورت پر کوئی جبر کا موقع، عورت اگر راضی ہو تو اس سے نکاح جدید کرے اور راضی نہ ہو تو وہ مثل اجنبیہ ہے۔ اس کا اس پر کوئی قبضہ و اختیار نہیں اور جب وہ عمرو ہی کے کیے سے اجنبیہ محضہ ہو چکی تو اگر برضائے زن عمرو اس سے نکاح جدید کریگا تو مہر بھی جدید ہو گا وار اتنا ہی ہو گا جتنے پر عورت راضی ہو۔ "اور چند حوالوں کے بعد تحریر فرمایا کہ۔ "پہلا مہر واجب الادا ہے (۱۹)

## قرآن کو چاٹنے والا فقیر

سرخی دیکھ کر چونکئے نہیں۔ آپ پر تھوڑی دیر میں یہ راز منکشف ہو جائے گا۔ کسی نے قرآن کو پاٹا، کسی نے نماز، کسی نے روزہ، کسی نے حج و زکوۃ کو چھوڑا کسی نے ان چیزوں کو بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار بتایا، اور خود ساختہ ولایت کا دعوی کیا اور کرتے ہیں۔ غور کیجئے یہ ولی اللہ ہیں؟ یا عدو اللہ اور ولی الشیطین؟ ایک کے چہرہ پر نہ ڈاڑھی ہے نہ مونچھ اور کہتا ہے کہ ہم وتر کی نماز نہیں پڑھتے کہ اس سے فقیروں کی روحانی ترقی رک جاتی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان میں سے بعض اپنا حلیہ بشرہ ٹھیک ٹھاک رکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے شاید ایسے کے لیے کہا ہے۔

رہنماؤں کی سی صورت راہ ماری کام ہے — راہزن ہیں کو بکو اور رہنما ملتا نہیں
اُبلے پڑتے ہیں مشائخ آجکل ہر ہر گلی — بے ہمہ و باہمہ مردِ خدا ملتا نہیں !
ہیں صفائے ظاہری کے سازوسامان خوب خوب — جس کا باطن صاف ہو وہ باصفا ملتا نہیں (۲۰)

مفتیٔ اعظم ہند تو ملت کے حامی، سنتوں کے زندہ کرنے والے، رشد و ہدایت کی راہ چلانے والے مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے فتویٰ و تقویٰ، عبادت و اخلاص، حلم و مروت جیسی خصوصیات کی حامل شخصیات کو ڈھونڈتے تھے۔ اسی لیے تو کہتے ہیں۔

محیِ سنت، حامیِ ملت، مجدد دین کا — پیکرِ رشد و ہدیٰ احمد رضا ملتا نہیں (۲۱)

اصل نے اپنے کو چھپالیا اور نقال نے بازار سجالیا ہے۔ ان نقالوں میں سے ایک کی بولی یہ بھی ہے۔ سائل کہتا ہے۔ "ایک پیر جی اپنے مریدوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ قرآن شریف کا چالیس پارہ تھا۔ دس پارہ فقیروں نے چاٹ لیا۔"

ایسے خیال کا اظہار کرنے سے پہلے یہ نہیں سوچا کہ

کہیں ملحد نہ بن جائیں میرے افکار سنجیدہ
کہیں مرتد نہ ہو جائے مرا ذوقِ سخن ساقی

ایسی فکر کو جس قسم کے قدغن کی ضرورت تھی۔ حضرت مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ اسے خبردار کیا۔ "وہ جاہل پیر روافض کا ہمنوا و ہمسر ہے۔ اس پر اپنے اس گندے عقیدہ سے توبہ فرض ہے بعد توبہ و تجدید ایمان تجدید نکاح بھی اگر بیوی رکھتا ہو کرے۔ قرآن اللہ عزوجل کی وہ مبارک کتاب ہے جس میں کمی و بیشی، تغیر و تبدیل سے حفاظت و صیانت کا خود اسی نے اسی قرآن میں وعدہ فرمایا ہے۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور فرمایا لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ اس جاہل نے روافض کی طرح وہ بک کر کہ چالیس پارے تھے۔ دس پارے کم ہو گئے قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار کیا (۲۲)

صوفیائے کرام کے بعض کلمات اسرار و رموز پر مبنی تحقیق شدہ ہوتے ہیں۔ ان پر بے جا اعتراض و لعن طعن سے پرہیز کرنا چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی خواہشات کو کچل کر دل کی زندگی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت علامہ احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "جو شخص اپنے دل کی زندگی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے نفس کی گائے کو ذبح کر ڈالے جو نفس کو ریاضات سے مارے گا اللہ اس کے قلب کو انوار و مشاہدات سے زندہ فرمائے گا۔ جو نفس کو شریعت کے ذریعہ سے مردہ کرے گا اللہ اس کے دل کو حقیقت و معرفت سے زندہ فرمائے گا۔ جو اپنے نفس کو صدق کی چھری سے ذبح کرے اور مذبوحہ نفس کی زبان اس قلب پر لگائے جو خدا کے ذکر میں مقتول ہو چکا ہے تو اللہ اس کے قلب کو اپنے نور سے زندہ فرمائے گا اور پھر کسی کا قلب پکارے گا وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اور کوئی زندہ ہو کر منصور کی طرح انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کے نعرے لگائے گا کیونکہ زندہ دل رب کے مظہر و منظر ہیں (۲۳) لیکن جو صرف زبان سے نقالی کرتا وہ بہر حال نقال ہے۔ اس تعلق سے ایک سائل نے تحریر کیا کہ۔ "صوفیہ کرام خصوصاً وجودیہ عظام کے کلمات نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھتا ہے۔" (ایک شخص بنام عبید اللہ) حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

گئے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔ "حضرات صوفیہ کرام کو ان کا کلام نہ سمجھ کر انہیں مشرک کہنے والا اس سے ڈرے کہ معاذ اللہ اس کا خاتمہ برا ہو اور وہ اس وبال میں مشرک ہو کر مرے۔" اور نقال کی ہزلیات سے آگاہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ "زمانہ حال کے جہال، صوفی بننے والے متصوفہ نقال کی بعض تمامتر بیہودہ ہزلیات اور واہی تباہی سطحی کلمات کا حکم آخر ہے۔ نہ وہ حضرات صوفیہ میں داخل نہ ان کے کلمات کو کلمات صوفیہ کرام کا حکم شامل، بلکہ اگر جاہل صوفی بننے والا حضرات صوفیہ کے وہ کلمات جو ان کی اصطلاح پر بالکل حق و صدق ہیں۔ بے سمجھے بکے اور ان کے ظاہری معنی مراد لے تو زندیق ہے کہ صوفی محقق ہے اور اس کا جاہل مقلد نقال زندیق (۲۴)

## خود کو قران کھنے والا پیر

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام، اس کی صفت اور آدمی اس کی خلقت ہے لہذا دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ قرآن کو مخلوق جاننا اور نہ بولنا روا ہے۔ "مامون بن ہارون رشید کے عہد خلافت، ۱۹۸ھ ۸۱۴ء تا ۲۱۸ھ ۸۳۳ء) میں قاضی احمد بن ابی داؤد نے "خلق قرآن کا فتنہ جگایا۔ اس فتنہ نے اتنا زور پکڑا کہ معتصم باللہ بن ہارون رشید کے عہد (۲۱۸ھ ۸۳۳ء تا ۲۲۷ھ ۸۴۱ء) میں اس کو خوب عروج حاصل ہوا۔ معتصم نے اس عقیدہ کو تسلیم کرنے کے لیے علماء پر بری طرح ظلم و ستم شروع کر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ جو مامون کے زمانہ سے خلق قرآن کے عقیدہ کے شدید مخالف تھے ان پر اس عقیدہ کو تسلیم کرنے کے لئے بے حد سختیاں کیں۔ ان کے کوڑے لگوائے گئے اور ان کو زدو کوب کیا گیا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمتہ کے علاوہ دوسرے متعدد علماء بھی محض خلق قرآن کا عقیدہ تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے گرفتار اور قتل ہوئے۔ واثق باللہ بن معتصم کے دور عہد (۲۲۷ھ ۸۴۱ء تا ۲۳۲ھ ۸۴۶ء) میں بھی یہ فتنہ زندہ رہا۔ واثق نے مشہور زمانہ عالم حضرت احمد بن نفر جن کا عقیدہ تھا کہ قرآن شریف مخلوق نہیں ہے۔ واثق نے ان کو قتل کرا کر بغداد میں ایک شاہراہ پر ان کی لاش لٹکا دی۔ جو چوکیدار ان کی لاش پر متعین تھا اس کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد بار بار رات کے وقت انہیں سورہ یاسین پڑھتے ہوئے سنا ہے ان کے علاوہ واثق کے ہاتھوں بے شمار علماء یا تو قتل کر دیئے گئے یا قید میں ڈال دیئے گئے۔ متوکل علی اللہ بن معتصم نے اپنے عہد حکومت ۲۳۲ھ ۸۴۶ء تا ۲۴۷ھ ۸۶۱ء) میں خلق قرآن کے موجد قاضی احمد بن ابی داؤد کو ان کے عہدے سے معزول کر کے اس کا اقتدار ختم کر دیا اور اس نے خلق قرآن کے فتنہ کو بھی مٹا دیا۔ مگر قاضی احمد بن داؤد عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا اس پر فالج کا ایسا سخت حملہ ہوا کہ اس کا سارا بدن پتھر کی طرح سخت اور بے جان ہو گیا۔ یعنی اس کو اپنے کئے کی سزا دنیا ہی میں مل گئی (۲۵)

بادشاہوں کے ہاتھوں سے اس وقت کے علماء نے بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کیں، جان و مال کی قربانیاں دیں لیکن قرآن کو خلق ماننے سے انکار کر دیا ان کا فیصلہ قیامت تک کے لیے اٹل ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے۔ لیکن متصوفہ قسم کے پیر لوگوں کے درمیان اپنا اثر و رسوخ بنانے کیلئے جو دل میں آتا ہے بک دیتے ہیں۔

چنانچہ ۱۳۵۳ھ میں ایک صاحب نے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کے پاس جو سوال بھیجا وہ اس طرح ہے کہ "پیر و مرید کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس میں ایک شخص نے کہا کہ قرآن کی قسم کھاؤ کہ یہ بات ٹھیک ہے، پیر نے

کہا قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر یہ سمجھے تو اس کا قرآن میں خود ہوں۔ پیر کا کہنا کیسا ہے۔"

حضرت مفتی اعظم ہند رحمتہ اللہ علیہ کا ہمہ جہت جواب ملاحظہ کیجئے۔ "پیر نے جو وہ کلمہ کہا برا کیا اگر وہ جاہل ہے عالم ہو جب بھی ایسا کہنا نہ چاہئے۔ قرآن اللہ عزوجل کا کلام اس کی صفت غیر مخلوق ہے۔ پیر اگر صاحب مرتبہ بھی ہو، تو کتنا ہی بلند پایہ رکھتا ہو اللہ کا بندہ اس کی مخلوق ہے۔ قرآن کی جگہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اگر پیر عالم ہے اور اس نے وہ کلمہ بایں معنی کہا کہ اگر یہ سمجھے تو میں اس کا ہادی اور قرآنی تعلیم کرنے والا خدا تک رسائی کا واسطہ ہوں تو مطلب ٹھیک ہے مگر لفظ برے ہیں۔ اور اگر جاہل ہے تو ہر گز اس مطلب کا وہم بھی اسے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو تو نرا دعاو محض جھوٹ، حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الاسنی نے قرآن اپنے آپ کو نہ کہا قرآن کی جگہ اپنے آپ کو نہ رکھا۔ مصحف فرمایا کہ فرمایا ھذا مصحف صامت و انا مصحف ناطق او کما قال رضی اللہ عنہ۔ اس میں اس میں بڑا فرق ہے۔ (۲۶)

ایک اور پیر صاحب کی لن ترانیاں ملاحظہ کیجئے۔ اور اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ حضور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو بہت کمزور ہو گیا تجھ کو نماز معاف ہے۔"

اس سے متعلق حضرت مفتی اعظم نے تحریر فرمایا کہ۔ "اس سے اس کی کیا شکایت کہ وہ اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے جب وہ اپنے لیے نماز ہی کو معاف جانتا ہے۔ ما علی مثلہ یعد الخطاء۔ جبکہ اس کی عقل کا دیا اس کی کھوپڑی میں ٹمٹما رہا ہے۔ "اس کے بعد اعلحضرت قدس سرہ کی تصنیف "المعتمد المستند" علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب" ردالمحتار "شفا شریف اور اس کی شرح علی قاری' کے حوالے پیش کیے ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام بتانے والا، نماز کو اپنے اوپر سے ساقط سمجھنے والا، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کا انکار کرنے فرائض کا انکار کرنے والا بالاجماع کافر و مرتد ہے۔ ان علماء کے حوالوں کی روشنی میں مزید تحریر فرمایا کہ۔ "اس کا قول کفر صریح ہے۔ اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمداً افتراء قبیح یہ یوں بھی کفر ہے اور فرضیت نماز کا انکار ہے یوں بھی اس قائل کے کافر و مستحق عذاب نار ہونے میں کیا شک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۲۷

# صوفیائے کرام کے محاسن

صوفیائے کرام کے پیشوا حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے معمولات کے تعلق سے آپ کے سوانح نگاروں نے تحریر کیا ہے۔ "راتوں کو جاگ کر عبادت کرنا آپ کا تو معمول تھا ہر رات دو سو سے زیادہ نفل پڑھا کرتے، ہر رکعت میں سورہ رحمن یا سورہ مزمل تلاوت فرماتے، سورہ اخلاص ایک ایک رکعت میں سو بار سے کم نہ پڑھتے، تلاوت قرآن پاک آپ کا معمول تھا۔ روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے بسا اوقات شدید گرمی میں مسلسل کئی کئی دن کا روزہ رکھ لیتے تھے، بعض اوقات وجہ حلال کی غذا میسر نہ آنے پر ہفتوں کچھ کھاتے نہ پیتے تھے بلکہ ان حالات میں روزہ رکھ لیتے تھے۔ شب و روز میں ایک ہزار نوافل پڑھتے تھے، خشوع و خضوع کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔ اکثر تہجد کی نماز کیلئے بیدار ہوتے اور طلوع آفتاب تک تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے۔ ۲۸

اور خود فرماتے ہیں۔ "میں پچیس سال تک عراق کے ویرانوں اور جنگلوں میں پھرتا رہا ہوں اور چالیس سال تک صبح کی

نماز عشاء کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن حکیم ختم کرتا رہا ہوں۔ میں نے بسا اوقات تین سے چالیس دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے گزارے ہیں۔ ۲۹

حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ کی روزمرہ کی زندگی کے بارے میں جعفر قاسمی رقمطراز ہیں۔ "آپ رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گذارتے تھے اور سورج طلوع ہونے کے بعد بھی عبادت اور مراقبے میں مصروف رہتے تھے۔ طہارت و صفائی ان کی فطرت ثانیہ تھی، روزانہ غسل کرنا ان کی عادت تھی، ہر روز صبح وہ عبادت کے بعد دو گھنٹے طویل سجدہ کرتے تھے اور اس دوران میں کبھی خاموشی سے دعا مانگتے تھے کبھی اپنے خالق کی حمد و ثنا میں اشعار پڑھتے تھے اور کبھی تمام مخلوق کی بخشش کی دعائیں مانگتے ہوئے بے حد گریہ وزاری کرتے تھے۔ اس کے بعد دوپہر تک آنے والوں سے ملاقات کرتے تھے پھر تھوڑی دیر کے قیلولے بعد نماز پڑھتے تھے۔"

اور زہد کے نزدیک شریعت کی تعریف کے تحت لکھتے ہیں کہ "شیخ رحمتہ اللہ علیہ قوانین شریعت کی پابندی کا بڑا اہتمام کرتے تھے وہ اسلام کے تمام ارکان پر بڑا زور دیتے تھے انھوں نے ذاتی مثال سے مریدوں کو تعلیم دی کہ وہ عبادات کو بغیر کسی حیل و حجت کے بجالایا کریں۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ نے ایک سے زیادہ مرتبہ حج بیت اللہ کیا۔ وہ ہمیشہ عبادات اسلامی کے باطنی معانی پر زور دیا کرتے تھے۔ ص ۳۰

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "نماز خدائے تعالیٰ کی امانت ہے۔ اس کے بندوں کے پاس، پس بندوں کو لازم ہے کہ اس کو ایسا رکھیں جیسا رکھنے کا حق ہے اور کوئی خیانت اس میں نہ کریں۔ ۳۱

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ "جب تک عارف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم نہ چلے اور ان کی پیروی نہ کرے خداوند تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا۔ ایک درویش نے بیان کیا کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ اس کا ایک پیر جانگ کے اوپر تک کٹا ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے قدم بہ قدم نہ چلے تھے اس لیے خدا تعالیٰ نے میرا پیر ہی کاٹ دیا۔ ۳۲

اس سلسلہ میں حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "مکتوبات صدی" کے مکتوب نمبر ۲۷، ۲۸ اور ۳۲ دیکھیے۔ جن کے اقتباسات طوالت کی وجہ سے نقل کرنا اور ہندو پاک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے سیکڑوں صوفیائے کرام کی عبادتوں کے احوال کا تذکرہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ شریعت کو چھوڑ کر کوئی صوفی نہیں ہو سکتا بلکہ شریعت کی اتباع کر کے طریقت و حقیقت کو پاتا ہے۔ حضرت منیری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ جس نے ابھی تک شریعت ہی کو نہ جانا وہ طریقت سے کیا آگاہ ہو سکتا ہے اور جسے طریقت سے آگاہی نہ ہوئی وہ حقیقت سے کہاں بہرہ اندوز ہو سکتا ہے گویا جز شریعت ہے اور باطن طریقت اور باطن در باطن حقیقت یہ صفت عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ نیت درست ہو ورنہ اس کی حالت تشبہ کی سی ہوتی ہے جس نے حظ نفس کے لیے اپنے آپ کو صوفیوں کے مانند بنالیا ہے۔ ۳۳

اب خود ساختہ صوفی اور مصلح کل جو صوفیت اور صلحکیت کے نام پر اپنے عقائد باطلہ کے جو شوشے چھوڑے ہیں ان پر

بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

# موجدین۔ خاکسار اور صوفی نیازی تحریکوں کی واہیات

خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ خان مشرقی نے "تذکرہ" میں لکھا ہے۔ "پھر حج جاتری نماز، زکوۃ، روزے، برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔ قرآن کی الصلوۃ صرف نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے۔ مگر عبادت قطعاً نہیں۔ ایسی عبادت وقت اور مقام قوموں اور قعدوں رکعتوں اور رکنوں سے قطعاً مستغنی ہے۔ فجر، ظہر، مغرب، عشا یا اشراق سے اس کو کچھ واسطہ نہیں یہ ایک پیہم اور مسلسل عمل ہے چند لمحوں تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اس کو ادا کرنے کا اسلوب نہیں، قرآن کی بتائی ہوئی الصلوۃ اگر کسی معنوں داخل عبادت ہے تو اس لیے کہ یہ بھی اوب بیسوں حکموں میں خدا کا ایک حکم ہے۔ پس اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم وصلوۃ، حج وزکوۃ کو رسماً عادتاً یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ ۳۴

نماز سے متعلق نیازی تحریک کے مواجد کی واہیات گذشتہ صفحات پر ملاحظہ کر چکے ہیں۔ چند خرافات اور دیکھئے۔ کعبہ اور حج ساری انسانیت کیلئے ہے مخصوص کسی ایک ہی قوم پر منحصر نہیں۔ ۳۵۔ پس بار بار خواب دیکھنے سے جب وعدہ یاد پڑ گیا تو خانہ کعبہ کی پختہ تعمیر کر کے اسمعٰیل کو وقف کر دیا اور وقف کی نشانی کے لیے ختنہ کاٹ دیا اسی وقف کا نام قربانی ہے اور ختنہ اس کی نشانی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ بھی ذبح نہیں ہوا۔ پس جانوروں کا ذبح کرنا گوشت خوری ہے اس کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ چنانچہ جو لوگ حروف مقطعات سے ناواقف ہیں وہ قرآن کو نہیں سمجھ سکتے ہیں اور قرآن نہیں جاننے کے سبب سے نمازیں بھی درست نہیں۔ جو علماء مکروفریب کرتے ہیں دراصل انہیں کا نام دجال ہے۔ ان کے علاوہ اور کوئی دجال نہیں نمودار ہوگا اور خاص امت محمدیہ کا نام مہدی ہے ان کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔ ۳۶

دور جاہلیت کے لوگوں کے عقائد و عبادت کے تعلق سے لکھتے ہوئے یہ بھی تحریر کیا ہے۔ "اس سلسلے میں حضرت سلیمان اور حضرت یوسف کے پیرو اسی عبادت کے وقت عیاشی بھی کر لیتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارے پیغمبروں نے بھی ایسا کام کیا تھا۔ یعنی حضرت سلیمان نے ملکہ بلقیس سے اور حضرت یوسف نے زلیخا سے ہم آغوشی کی تھی لہٰذا ان کے پیرو بھی اپنے پیغمبروں کے کارنامے کو سنت سمجھ کر وہی کام کرتے تھے۔ ۳۷ لعنۃ اللہ علی الکذبین

غور کیجئے کہ اس قسم کی واہیات بکنے اور لکھنے والا صوفی ہے؟ شمع نیازی کے تعلق سے فتاوی مصطفویہ جلد اول جو عقائد و کلام پر مشتمل ہے۔ فتوی نہیں ہے۔ عنایت اللہ مشرقی کے تعلق سے پانچ فتاوی صفحہ ۸۳ سے ۸۴۔ ۱۰۱ سے ۱۰۲ اور ۱۰۵ تا ۱۲۰ پر تین درج ہیں۔ جو جامع وبسیط، حقائق و معارف سے پر مشرقی کے ناپاک اقوال پر ضرب شدید ہیں۔ استفتا ۳۸ کے جواب میں یہ عبارت ملاحظہ کیجئے۔ "ان ناپاک اقوال میں بہت اقوال بدتر از ابوال وہ ہیں جو صراحۃ ہادم اساس دین و ایمان نافی و منافی اسلام مومنان ہیں۔ جن میں کوئی تاویل دور کی بھی

نہیں ہو سکتی۔ اس کا قائل اور قابل یقیناً کافر قادیانی مرتد سے زائد اضر اکفر، اس کے کفر و استحقاق عذاب میں اصلاً شک و تامل کو راہ نہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۳۸

وہ سیدھے سادھے مسلمان جو اباحتوں اور ملحدوں کی اسلام کے منافی بولیوں پر دھیان دیتے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا قدس سرہٗ کے فتاویٰ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

# فتاوی مصطفویہ کی خصوصیات

فتاویٰ مصطفویہ جلد اول ۱۲۴ صفحات پر مشتمل اور ۴۴ فتوؤں کا مجموعہ ہے۔ استفتاء روانہ کرنے والوں میں علماء اور عوام دونوں طرح کے لوگ ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ مسائل کی علمی استطاعت کے مطابق جوابات تحریر فرماتے تھے۔ علماء کو متعدد کتابوں کے حوالے سے اور عوام کو سادہ و سلیس زبان میں جواب تحریر کر کے بھیجتے کہ ان کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ فتاویٰ مصطفویہ کے اندر قرآن شریف اور احادیث مبارکہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالے ملتے ہیں۔

(۱) ردالمحتار۔ علامہ شامی ابن عابدین (۲) ہدایہ۔ امام برہان الدین مرغینانی (۳) شرح عقائد (۴) شرح فقہ اکبر۔ ملا علی قاری (۵) معدن الحقائق (۶) مضمرات و خزانۃ الروایات۔ مولانا جمال الدین (۷) جمع النہایہ۔ علامہ شنوائی (۸) فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ (۹) حاشیہ جلالین۔ علامہ صاوی (۱۰) تفسیر نیشاپوری (۱۱) مدارج النبوۃ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۲) درۃ الغواص والجواہر والدرر۔ امام عبدالوہاب اشعرانی (۱۳) فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین (۱۴) شفا شریف حقوق المصطفیٰ۔ امام اجل ابوالفضل قاضی عیاض (۱۵) نسیم الریاض۔ قاضی عیاض (۱۶) تفسیر روح البیان (۱۷) طبقات کبریٰ۔ سید احمد رفاعی (۱۸) نفحات الانس۔ مولانا جامی (۱۹) قصیدہ خمیرہ۔ قطیب الاقطاب غوث اعظم عبدالقادر جیلانی (۲۰) مستطاب ابریز۔ سیدی شریف عبدالعزیز (۲۱) مثنوی شریف۔ مولانا روی (۲۲) المکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام و منح الملکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ۔ امام ابن حجر مکی (۲۳) فتاویٰ قاضی خاں امام الحسن بن المنصور الاوزجندی (۲۴) فتاویٰ بزازیہ۔ امام حافظ الدین محمد بن شہاب المغرف بابن بزاز کردری (۲۵) فتاویٰ عالمگیری (۲۶) فتاویٰ تاتارخانیہ (۲۷) فتاویٰ ہندیہ (۲۸) فتاویٰ ظہیریہ۔ امام ظہیر الدین مرغینانی (۲۹) فتاویٰ خلاصہ (۳۰) فتاویٰ خانیہ (۳۱) فتاویٰ صغیری (۳۲) فتاویٰ حدیثیہ (۳۳) فتاویٰ عزیزیہ۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی (۳۴) طبرانی (۳۵) ابی داؤد (۳۶) نسائی شریف (۳۷) تفسیر مدارک (۳۸) خازن (۳۹) بیضاوی (۴۰) تفسیرات احمدیہ۔ حضرت ملا احمد جیون (۴۱) تفسیر ابن جریر (۴۲) تفسیر کبیر۔ امام فخر الملۃ والدین رازی (۴۳) تفسیر لباب التاویل (۴۴) تفسیر ابوالسعود (۴۵) شرح ملتقی الابحر (۴۶) نورالایضاح و مکی شرح مراقی الفلاح (۴۷) حاشیہ علامہ طحطاوی (۴۸) فصول عمادی (۴۹) جامع الفصولین (۵۰) شرح الشفا۔ ملا علی قاری (۵۱) تیسیر۔ علامہ مناوی (۵۲) شرح جامع صغیر۔ سیدی عبدالرؤف مناوی (۵۳) خالص الاعتقاد (۵۴) ادخال السنان (۵۵) الدولۃ المکیہ۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا (۵۶) حاشیہ قصیدہ بردہ۔ علامہ بیجوری (۵۷) ترجمہ مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات۔ شاہ عبدالحق دہلوی (۵۸) غنیۃ (۵۹) افتائے حرمین کا تازہ

عطیہ (۶۰) سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۶۱) وقعات السنان (۶۲) حسام الحرمین (۶۳) شرح مواہب لدنیہ (۶۴) الصوارم الھندیہ (۶۵) طریقہ محمدیہ۔ علامہ آفندی رومی برکلی (۶۶) شرح حدیقہ ندیہ۔ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی (۶۷) منار۔ امام نسفی (۶۸) مرقاۃ الوصول (۶۹) التفرقہ بین الاسلام والزندقہ۔ امام غزالی (۷۰) شرح زرقانی (۷۱) ربہ الودود۔ حضرت سیدی ابو السعود (۷۲) فتوحات الہیہ (۷۳) جذب القلوب الی دیار المحبوب (۷۴) المعتقد المستند اعلحضرت (۷۵) در مختار (۷۶) مجمع الانہر (۷۷) مجمع الفتاوی۔ ان میں چند کتابوں کے نام اشارہ کے طور پر ہیں۔ علاوہ ازیں دیوبندیوں کے عقائد ثابت کرنے کیلئے ان کی ذیل کی کتابوں کے حوالے پیش کئے گئے ہیں۔ (۷۸) فتاوی رشیدیہ (۷۹) تقویۃ الایمان (۸۰) مسئلہ علم غیب (۸۱) براہین قاطعہ (۸۲) حفظ الایمان وغیرہ۔

"ان ماخذ ومراجع سے فتاوی مصطفویہ کی اہمیت سمجھ میں آجاتی ہے کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرۃ العزیز نے سائلین کو تشنہ نہیں رکھا بلکہ دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کردیا ہے کہ اس طرح کی بولی کفر وارتداد کی ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے قدم بہ قدم چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے، آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کو سمجھنے، حق بولنے اور اس پر چلنے کی قوت دے اور زبان کو تمام طرح کی برائیوں کے بولنے سے باز رکھے اور اباحتوں، ملحدوں، زندیقوں ومرتدوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

# حوالے


(۱) صوفی نیازی اور جمعت المعروف بہ شمع اسلام ا ص ۵ مصنفہ شمع نیازی

(۲) خزائن العرفان بر حاشیہ کنزالایمان ص ۸۷۸

(۳) المعروف بہ شمع اسلام ا ص ۱۶ مصنفہ شمع نیازی

(۴) مشکوٰۃ المصابیح جلد ا، ص ۶۷

(۵) بر حاشیہ کنزالایمان ص ۵۵۰

(۶) مشکوٰۃ المصابیح ج ا، ص ۲۴۔۲۵

(۷) بہار شریعت۔ حصہ اول ص ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵ سے ماخوذ

(۸) مولف محمد اسمٰعیل قریشی صاحب سپریم کورٹ کے ایڈوکیٹ ہیں۔ شاید اسی بناء پر وہ امکان کی باتیں "ہو سکتی ہیں" تحریر کیا ہے۔

(۹) "ناموسِ رسالت اور قانونِ توہینِ رسالت" ص ۲۱۷ تا ۲۱۹ مولفہ محمد اسمٰعیل قریشی سینئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ۔ پاکستان

(۱۰) فتاویٰ مصطفویہ ج ا، ص ۱۴ مصنفہ مفتیٔ اعظم ہند ناشر مکتبہ رضا، بیسلپور۔ ضلع پیلی بھیت

(۱۱) سورہ ابراہیم آیت ۳۰ ترجمہ کنزالایمان

(۱۲) سورہ العلق آیت ۱۹

(۱۳) مرآۃ المناجیح ج ا، ص ۴۴۱

(۱۴) فتاویٰ مصطفویہ ج ا، ص ۱۴۔ ۱۵ مفتیٔ اعظم ہند

(۱۵) مشکوٰۃ المصابیح ج ۵، ص ۷۱ ۲

(۱۶) فتاویٰ مصطفویہ ج ا، ص ۱۵۔ ۱۶

(۱۷) فتاویٰ مصطفویہ ج ا، ص ۱۶

(۱۸) ایضاً ج ا، ص ۱۹

(۱۹) ایضاً ج ا، ص ۱۸

(۲۰) سامانِ بخشش ص ۱۱۴۔ ناشر رضا اسلامک مشن۔ بریلی

(۲۱) ایضاً، ص ۱۱۸

(۲۲) فتاویٰ مصطفویہ ج ا ص ۳۰
(۲۳) تفسیر نعیمی ج ا ص ۵۴۲ مکتبۃ الحبیب الہ آباد
(۲۴) فتاویٰ مصطفویہ ج ا، ص ۳۴
(۲۵) تاریخ اسلام ص ۵۴۱۔۵۴۶۔۱۵۱ سے ماخوذ مصنفہ مفتی شوکت علی فہمی مطبوعہ۔ دین دنیا پبلشنگ کمپنی۔ دہلی
(۲۶) فتاویٰ مصطفویہ۔ ج ا، ص ۴۷
(۲۷) ایضاً، ص ۸۰۔۸۱
(۲۸) سیرت غوثیہ ص ۹۶
(۲۹) تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم ص ۶۹ مولفہ طالب ہاشمی صاحب
(۳۰) "بابا فرید الدین مسعود گنج شکر۔ ص ۶۷ ترجمہ طاہر اسدی
(۳۱) سوانح عمری غریب نواز ص ۸۶۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
(۳۲) جوامع الکلم ص ۱۴۵۔ ایضاً
(۳۳) مقدمہ جوامع الکلم ص ۳۴ ایضاً
(۳۴) فتاویٰ مصطفویہ ص ۱۰۵۔۱۰۶ پر شائع استفتاء محمد رضا خاں صاحب۔ ۲۸، محرم الحرام ۱۳۵۸ھ سے ماخوذ
(۳۵) تحفۃ المعروف بہ شمع اسلام ا ص ۴۳۔۱۴ سے ماخوذ
(۳۶) ایضاً
(۳۷) ایضاً
(۳۸) فتاویٰ مصطفویہ ص ۱۰۲

# علامہ وصی احمد محدث سورتی اور امام احمد رضا محدث بریلوی

از۔ سید صابر حسین شاہ بخاری برہان شریف۔ پاکستان

زینت المحدثین قبلہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ اور مرجع العلماء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے درمیان گہرے تعلقات وروابط تھے دونوں کی اعتقادی، فکری اور روحانی ہم آہنگی اظہر من الشمس ہے، دونوں کے افکار، واقعات زندگی اور سفر آخرت میں بھی مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت علامہ ابوالمحامد سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے ناگپور میں شوال المکرم ۱۳۷۹ھ کے جشن ولادت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے موقع پر صدارتی خطبہ میں فرمایا:۔

"میرے استاد فن حدیث کے امام (حضرت محدث سورتی علیہ الرحمتہ کو بیعت حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمتہ سے تھی مگر حضرت کی زبان پر پیرومرشد کا ذکر میرے سامنے کبھی نہ آیا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے رہتے، میں اس وقت تک بریلی حاضر نہ ہوا تھا، اس انداز کو دیکھ کر میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ سے آپ کے پیرومرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں، فرمایا کہ جب میں نے پیرومرشد سے بیعت کی تھی بایں معنی مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا مگر جب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالیٰ حقیقی ہے، جس نے حقیقی ایمان بخشا، اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں، حضرت علیہ الرحمتہ کا انداز بیان اور اس وقت چشم پرنم، مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ واقعی ولی راولی مے شناسد اور عالم راعالم می داند، میں نے عرض کیا کہ علم الحدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں؟ فرمایا کہ ہرگز نہیں، پھر فرمایا کہ شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا مطلب ہے؟ سنئے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ میں سالہا سال صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔" (۱)

پاک وہند کی معروف انجمن نعمانیہ لاہور کے زیر اہتمام نکلنے والے ماہانہ رسالے میں بھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے آپ کی محبت وعقیدت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:۔

"آپ کے مرشد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے اور آپ کے سمدھی بھی ہوتے تھے مگر حضرت مولانا مرحوم کو جو نسبت اور محبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے تھی وہ اس وقت دنیا میں کسی سے نہ تھی، گویا اپنے آپ کو ان کا ایک خادم اور ان کو اپنا پیشوا جانتے تھے۔" (۲)

قائداعظم اکیڈمی کے ڈائریکٹر جناب خواجہ رضی حیدر صاحب (جنہیں نسبی لحاظ سے حضرت محدث سورتی سے خاص تعلق حاصل ہے) لکھتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور حضرت محدث سورتی قدس ہما کی رفاقت تقریباً نصف صدی پر مشتمل ہے اگر یوں کہا جائے کہ یہ دونوں زعمائے ملت یک جاں دو قالب تھے تو بے جا نہ ہوگا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر محدث سورتی علیہ الرحمۃ سن و سال میں فوقیت (۲۰ سال بڑے تھے) رکھتے تھے لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے علم و فضل کے ہر مقام پر معترف رہے، ہمیشہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو واجب الاحترام سمجھا اور ہر معاملہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی رائے اور فتویٰ کو فوقیت دی۔" (۳)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو فقہ اسلامی میں ممتاز و نمایاں حیثیت حاصل ہے، نامور فقہاء آپ کا تفقہ تسلیم کر چکے ہیں، فتویٰ نویسی میں آپ کا ثانی نظر نہیں آتا۔ تقریباً ہر خطہ سے علماء و فضلاء نے مرجع العلماء اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اپنے مسائل کے حل کے لئے رجوع کیا تھا۔ (۴)

استاذ المحدثین وصی احمد سورتی علیہ الرحمۃ کا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے گہرا قلمی رابطہ بھی رہا ہے۔ آپ نے بھی دیگر جید علماء کی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے کئی علمی اور پیچیدہ مسائل دریافت فرمائے ہیں۔

حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کو جب "امام بقالی" کے سلسلہ میں اشتباہ ہوا کہ یہ کون سے بقالی ہیں؟ چنانچہ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے دریافت فرمایا، جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے "امام بقالی" کی شخصیت کا تعین فرمایا، اسی طرح بعد نماز ترک استقبال قبلہ پر جب علماء سہارنپور نے اعتراض کیا کہ ایسی نماز جس کے بعد سنن اور نوافل ہوں، امام کے لیے ترک استقبال قبلہ مکروہ ہے۔ اس سے آگے وصی احمد محدث سورتی ہی کی زبانی سنئے:۔

"میں نے کتب فقہ میں جو میرے پاس موجود تھیں اس مسئلہ کو تلاش کیا لیکن تصدیق کہیں سے نہ ہو سکی، پھر میں نے عالم سنت مجدد مائۃ حاضرہ فقیہہ وجیہہ محدث نبیہ سیدنا علامہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں اس فیصلہ کو پیش کیا، اللہ تعالیٰ ان کے صوری و معنوی فیض کو عام

کرے آپ نے جواب دیا۔"(۵)

آپ کے دیگر استفسارات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:۔

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ مطبوعہ کراچی جلد ا صفحہ ۳۱۵۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۴۔

جلد ۳ صفحات ۷۶، ۱۷۷، ۲۰۴، ۳۵۲، ۵۱۱، ۷۱۸، ۸۰۵۔

جلد ۴ صفحہ ۶۶۹۔

جلد ۵ صفحہ ۳۶ (کتاب النکاح باب الولی)۔

جلد ۶ صفحات ۲۳، ۳۶۹، ۵۳۱۔

جلد ۸ صفحات ۷۵، ۳۲۲۔

جلد ۱۰ صفحات ۳۸، ۶۵، ۹۰ (اول) (۶)

قبلہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے مشاہیر تلامذہ پر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی نظر انتخاب ہمیشہ رہی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے بہت سارے شاگردوں کو خلافت واجازت سے سر فراز فرمایا، ان مشاہیر تلامذہ میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، ابوالمحامد علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی، پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری، قطب مدینہ مولانا ضیاءالدین احمد مدنی، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، مولانا حکیم حبیب الرحمن پیلی بھیتی، ابوالمساکین مولانا ضیاءالدین پیلی بھیتی، مولانا عبدالحق محدث پیلی بھیتی، مولانا عبدالحئی پیلی بھیتی، مولانا عبدالعزیز محدث بجنوری، مولانا عزیز الحسن پھپھوندی، مولانا محمد شفیع بیسلپوری، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل محمود آبادی مولانا نثار احمد کانپوری قدس ہما کے اسمائے گرامی اظہر من الشمس ہیں۔

ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ میر مجلس اور قافلہ سالار ہے۔ ہر ایک کی تاریخ حیات زریں اور روشن خدمات سے منور و تابناک ہے۔(۷)

سر تاج الفقہاء اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ ان خلفاء کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کے کارناموں کو بے حد سراہتے تھے، "الاستمداد" میں ان میں سے بعض خلفاء کا ذکر بڑی محبت وانبساط کے ساتھ فرمایا ہے مثلاً:۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے     اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں
میرا امجد مجد کا پکا     اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں
تازہ ضرب شفیع احمد سے     کہنہ بخار اٹھاتے یہ ہیں (۸)

حضرت محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے نامور فرزند مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی نے تمام علوم و

فنون کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی، تیرہ برس کی عمر میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے دورۂ حدیث کیا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے خود اپنے دستِ مبارک سے آپ کی دستار بندی فرمائی۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔ آپ کے واعظ کی اثر پذیری سے متاثر ہو کر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے بریلی میں ایک خصوصی تقریب کے دوران آپ کو "سلطان الواعظین" کا خطاب عطا فرمایا اور اپنی نظم الاستمداد میں یوں فرمایا۔

اک اک وعظ عبد الاحد پر

کتنے نتھنے پھیلاتے یہ ہیں

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ جب بریلی شریف سے مدینہ طیبہ کی حاضری کے لیے والدہ صاحبہ کی اجازت لے کر روانہ ہوئے تو ان کو بمبئی تک پہنچانے کے لیے بہت سے علماء و خلفا بھی ساتھ گئے تھے، دل تو سبھی کا چاہتا تھا کہ اس مبارک سفر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے رہنے کی سعادت حاصل ہو مگر مجبوریاں حائل تھیں، اور بہتوں کو یہ سعادت حاصل کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ بمبئی تک ہمراہ جانے والوں میں سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد علیہ الرحمۃ بھی تھے اور جو اپنے والد مولانا قبلہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ اور اپنی والدہ صاحبہ سے صرف بمبئی تک کی اجازت حاصل کر کے گئے تھے مگر بمبئی پہنچ کر ان کی بے قراری اتنی بڑھی کہ پیرومرشد سے اجازت لے کر بمبئی سے بذریعہ تار اپنے والد صاحب کو اپنے شوق دیدار سے مطلع کیا، والد گرامی محدث سورتی علیہ الرحمۃ نے بھی درخواست منظور فرمائی اور فرزند سعید کو تار ہی سے اجازت بھیج دی اس سے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ بہت محظوظ ہوئے اور مولانا عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد برحق کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کا شرف حاصل کیا۔ علماء حرمین شریفین سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کے دوران آپ ہمیشہ ساتھ رہتے تھے۔ ۱۳۲۳ھ میں آپ کی شادی حضرت مولانا گنج مراد آبادی کی نواسی بنت مولوی عبد الکریم سے ہوئی، اعلیٰ حضرت بریلوی بھی آپ کی بارات میں شریک تھے۔ آپ کو اپنے پیرومرشد سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی۔ اسلام اور مسلمین کے خلاف مختلف فتنوں کا تعاقب کرنے میں آپ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ (۹)

سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیرومرشد مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی ایک کتاب پر درج ذیل الفاظ میں تصدیق و توثیق فرمائی ہے:۔

"جو کچھ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عون الاحناف والدین امام علمائے اہلسنت، عالم کتاب و ملت، عارف باللہ، نائب رسول اللہ، مجدد مائۃ حاضرہ، صاحب حجۃ قاہرہ، مؤید ملت طاہرہ سیدنا و مولانا الحاج اعلحضرت مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ نے دربارۂ مسئلہ ہذا تحریر فرمایا ہے

وہ سب حق وصواب ہے اور احق بالاتباع ہے، مسلمانوں کو اس پر عمل لازمی ضروری اور خلاف اس کا ضلالت وموجب ہلاکت۔"(۱۰)

"ندوۃ العلماء" کے مفاسد کا ہندوستان میں سب سے زیادہ نوٹس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اور مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمۃ نے لیا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ندوہ کی اصلاح کرنے میں سرفہرست تھے، یہی وجہ ہے کہ ندوہ کی اصلاح کی تمام کوششوں کا مرکز بریلی شریف قرار پایا۔ ندوہ کی مستقل گوشمالی کے لیے محدث سورتی علیہ الرحمۃ اپنے رفیق خاص اور جلیس مجلس اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہر طرح شریک کار رہے۔ ندوہ کے رد میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا تاریخ ساز فتویٰ بعنوان "القدوہ لکشف دفین ندوہ" جب منظر عام پر آیا تو اس کو اکناف واطراف میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ قبلہ وصی احمد سورتی علیہ الرحمۃ نے اس فتویٰ کی یوں تصدیق فرمائی:۔

"کیا لاجواب جواب آپ نے افادہ فرمایا ہے، جزاکم اللہ عنی وعن سائر اہل السنۃ خیر الجزا۔"

۱۳۱۴ھ میں بریلی شریف سے "مکتوبات علماء وکلام اہل صفا" کے نام سے اسی سے زائد علماء کے ایک سو سے زائد ایسے خطوط چھپ کر سامنے آئے جس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء اہلسنت کے موقف کی پرزور تائید وحمایت کی گئی تھی۔ اس مجموعہ مکتوبات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے نام مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے آٹھ محبت نامے شامل ہیں۔ ان میں محدث سورتی علیہ الرحمۃ نے ندوۃ العلماء سے اختلاف اہل سنت پر بڑی مفصل روشنی ڈالی ہے۔(۱۱)

ایک مکتوب گرامی میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو ان القابات سے یاد فرمایا ہے:۔

"امام الدھر، ہمام العصر، بحر العلوم، ہمام الفقہاء والمحدثین، امام المتکلمین، خیر اللخقۃ بالمبرۃ السابقین، سید العلماء وسند الفضلاء، ناصر السنۃ وقامع البدعۃ، مجدد دھرنا ومجدد عصرنا مولانا وبالفضل اولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب عمت فیوضاتہم اہل المشارق والمغارب۔"(۱۲)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے ندوہ کے رد میں اپنے رفیق خاص وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کی کاوشوں کو بنظر استحسان دیکھا، ایک جگہ آپ کی خدمات کا نہایت ہی توصیفی انداز میں یوں تذکرہ فرمایا ہے:۔

"فاضل کامل، کوہ استقامت وکنز کرامت ہمارے دوست اور محبوب مولانا محمد وصی احمد حنفی محدث سورتی وطنا اور مقیم پیلی بھیت اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور وہ دین کی نصرت کرتے ہوئے اور بدعتیوں کا استحصال کرتے ہوئے باقی رہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو حق پر پوری طرح قائم رکھے، ہمارے یہ دوست مولانا محمد علی جونگیری کے شاگرد تھے جو کہ ندوہ کے ناظم ہیں اور مولانا لطف اللہ کے بھی

شاگرد تھے جو کہ ندوہ کے صدر رہتے مگر مولانا وصی احمد کے قدموں کو یہ لوگ لغزش نہ دے سکے حالانکہ مولانا کی معاش ندوہ سے وابستہ تھی جس نے آپ کے ساتھ عداوت کی اور آپ کو نقصان پہنچایا لیکن مولانا نے دین پر دنیا کو ترجیح نہیں دی اور میں نے اسی دن سے انہیں "الاسد الاسد الارشد الارشد" کا خطاب دیا اور وہ اس کے اہل ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہیں۔" (۱۳)

دونوں بزرگوں کے باہمی اخلاص و محبت اور مراسم پر مشتمل چند مزید ایمان افروز اور وجد آفریں واقعات پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

مکین دیار سید المرسلین مقبول بارگاہ رحمۃ للعالمین خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے مولانا محمد امانت رسول قادری رضوی مد ظلہٗ (خلیفہ مفتی اعظم ہند) کو زمانہ طالب علمی کے واقعات سناتے ہوئے فرمایا:۔

"۱۳۱۴ھ میں فقیر زیر تعلیم تھا، امام المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں تو میرے استاذ گرامی حضور محدث سورتی علیہ الرحمۃ کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعرات کو بریلی شریف حضور پر نور مرشدی اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لے جاتے تھے، فقیر ضیاء الدین احمد اور غالباً مولانا سید سلیمان اشرف صاحب پروفیسر اور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے صاحبزادے مولانا سید خادم حسین صاحب علی پوری اس سفر میں محدث سورتی صاحب کے ساتھ ہوتے تھے، ہر جمعرات کو بریلی شریف جاتے اور جمعۃ المبارک کو پیلی بھیت آجاتے، فقیر تقریباً ڈھائی سال پیلی بھیت رہا، محدث سورتی صاحب کے ہمراہ ڈھائی سال تک بریلی شریف ہر جمعرات کو حاضر ہوتا رہا۔" (۱۴)

ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

"ان کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے نہ صرف محبت بلکہ عشق تھا اسی لیے شاید ہی کوئی مہینہ ایسا ہوتا کہ پیلی بھیت سے بریلی تشریف لا کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ملاقات نہ کرتے ہوں، ان دونوں علم و عمل، دین و دیانت رشد و ہدایت کے شمس و قمر کے ملنے کا منظر بھی قابل دید ہوتا تھا۔ پیلی بھیت سے اکثر محدث سورتی صاحب علیہ الرحمۃ صبح کی گاڑی سے تشریف لاتے کہ دن بھر قیام کر کے شام کے وقت واپس ہو جائیں گے، اس کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کرامت کہیے یا حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ کا جذب محبت، اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا کہ جس وقت حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لاتے کسی نہ کسی ضرورت سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ باہر ہی تشریف رکھتے اور آتے ہی ملاقات ہو جاتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت باہر نہیں ہوتے تو اطلاع ہونے پر باہر

تشریف لے آتے، جس وقت ان دونوں کی نظریں دوچار ہوتیں پہلے مصافحہ پھر معانقہ فرماتے، اس کے بعد ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے، پھر دونوں حضرات سائبان میں قائین پر تشریف رکھتے پھر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے کے بعد علمی باتیں شروع ہوتیں۔" (۱۵)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے برادر زادہ مولانا حسنین رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"محدث صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ جب بریلی تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پھاٹک میں قدم رکھتے تھے، محدث صاحب علیہ الرحمۃ کے آستانہ رضویہ پر پہنچتے وقت کی مسرت بار ہا دیکھی اور محسوس کی ہے۔" (۱۶)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو بھی قبلہ محدث سورتی علیہ الرحمۃ کی محبت پیلی بھیت لے جاتی تھی آپ بھی بارہا دفعہ پیلی بھیت گئے ہیں۔ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پیلی بھیت تشریف لاتے تو محمد ابراہیم بادشاہ اسٹیشن سے محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ تک رنگ برنگی جھنڈیاں لگاتے اور اپنے مکان پر چراغاں کرتے۔ (۱۷)

پیلی بھیت میں ایک دعوت میں حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تشریف فرما تھے، دستر خوان بچھانے سے پیشتر میزبان نے آفتابہ وطشت لیا کہ ہاتھ دھلایا جائے، حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ نے عام عرضی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے برجستہ فرمایا کہ آپ محدث ہیں اور اعلم بالسنتہ ہیں آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تاکہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے، میں شروع میں ابتداء کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی۔ مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ اس دستر خوان پر میں بھی حاضر تھا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ارشاد پر حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ نے ہاتھ بڑھا کر طشت کو اپنی طرف کھینچا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائیں جائیں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا مسکراتے ہوئے چہرے سے فرمانا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف عملدرآمد آپ کے شان کے خلاف ہے، یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو مجھے بھی اس کا لطف تازہ ہو جاتا ہے۔ (۱۸)

جناب سید ایوب علی صاحب علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور (اعلیٰ حضرت) پیلی بھیت حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے یہاں تشریف لے گئے۔ دوران قیام میں

ایک روز کسی صاحب کے یہاں دعوت تھی اور بوجہ نقاہت پالکی میں تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا، مجملہ اور متوسلین ومعتقدین کے خود حضرت محدث صاحب ممدوح پیادہ پاپالکی کے پیچھے پیچھے ہولیے چونکہ کہاروں کی رفتار تیز تھی آپ نے سعی فرمائی یہاں تک کہ دوڑنا شروع کردیا اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ نعلین شریفین در بغلین کرلیں، شارع عام پر عام بلکہ تمام حضرات حیرت واستعجاب سے پالکی اور مولانا ممدوح کو دیکھ رہے تھے، یکایک کہاروں نے کاندھا بدلنے کے لیے پالکی روکی چونکہ حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ تیز روی سے ہمراہ تھے لہٰذا رو میں پالکی کی کھڑکی کا سامنا ہوگیا جس وقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی نظر حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ پر پڑی کہ برہنہ پاپالکی کے ہمراہ ہیں، کہاروں کو حکم فرمایا پالکی یہیں رکھ دو اور فرمایا مولانا یہ کیا غضب کررہے ہو انھوں نے فرمایا حضور تشریف تو رکھیں، اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، محدث صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا آپ بہت کمزور اور ابھی مکان دور ہے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا، اچھا تو آپ یہیں سے واپس تشریف لے جایئے، تب میں پالکی میں بیٹھوں گا ورنہ میں بھی پیدل چلوں گا۔ بالآخر محدث صاحب علیہ الرحمۃ کو واپس ہونا پڑا تب پالکی آگے بڑھی، چونکہ حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ بھی وہاں مدعو تھے، اعلی حضرت علیہ الرحمۃ کے پہنچ جانے کے بعد اس رئیس صاحب نے دوبارہ پالکی حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ کے لیے بھیجی۔ (۱۹)

برادر طریقت مخلص رضویت جناب محمد سلیم خانصاحب رضوی نوری عرف اچھے بھائی منیجر بس یونین پیلور کا بیان ہے کہ حضرت شاہ مانا میاں صاحب رضوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا میرے پیرومرشد اعلی حضرت سرکار علیہ الرحمۃ کو حقہ نوشی کا بہت شوق تھا کہیں تشریف لے جاتے تو حقہ ساتھ جاتا اور دادا میاں محدث سورتی صاحب علیہ الرحمۃ کو چائے نوشی کا بہت شوق تھا کہیں جاتے تو سماوار ساتھ جاتا، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دادا میاں کے یہاں اعلی حضرت سرکار علیہ الرحمۃ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک مسہری پر اعلی حضرت سرکار علیہ الرحمۃ اور دوسری شاہ جی میاں علیہ الرحمۃ (پیلی بھیت کے معروف بزرگ) اور دادا میاں محدث سورتی صاحب علیہ الرحمۃ تشریف رکھتے تھے، اکثر مریدین وغیرہ تین طرف کرسیوں مونڈھوں پر خاموش بیٹھے تھے اعلی حضرت سرکار علیہ الرحمۃ حقہ پی رہے تھے، محدث سورتی صاحب علیہ الرحمۃ اور شاہجی میاں صاحب علیہ الرحمۃ چائے پی رہے تھے کہ دادا میاں محدث سورتی علیہ الرحمۃ نے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ سے مسکراتے ہوئے فرمایا آپ کو حقے سے بڑا شوق ہے، جنت میں آگ کہاں سے ملے گی کہ آپ حقہ پئیں، اعلیٰ حضرت سرکار علیہ الرحمۃ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب عنایت فرمایا، مولانا آپ کے سماوار سے لے لی جائے گی۔ (۲۰)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قبلہ محدث سورتی علیہ الرحمۃ کی ساری زندگی درس وتدریس میں گذری آخر عمر میں شدید

اعصابی کمزوری واقع ہو گئی اور تقریباً ۴ ماہ طالب علموں کو بستر علالت سے ہی درس دیا، بعض اوقات کمزوری کی وجہ سے مسجد تک نہ جا سکتے تو لیٹ کر ہی نماز ادا فرماتے تھے، ماہ ربیع الاول اور ربیع الآخر اسی حالت میں گزرا، حواس بحال رہے لیکن جمادی الاول کے آغاز پر غشی طاری ہو گئی۔ ۶ ر جمادی الاول کو بعد نماز ظہر حجرہ کے باہر علماء، عمائدین شہر اور تلامذہ کی ایک کثیر تعداد موجود تھی، ہوش میں آئے تو پوچھا، کیا دن ہے؟ بتایا گیا، دوشنبہ ہے، فرمایا بخاری شریف کی پہلی جلد ختم ہو گئی۔ "آخر وقت تک اتباع سنت کا یہ عالم تھا کہ ایک صاحب ملنے آئے تو ان کو دیکھ کر فرمایا، کہ ان سے کہہ دو، میں ان سے ناراض ہوں، وعدہ کیا تھا کہ داڑھی نہیں کتراؤں گا مگر پھر کتراتے ہیں، ایک صاحب نے آ کر کہا، آداب عرض ہے، فرمایا، میں نہیں جانتا کہ آداب عرض کس بلا کا نام ہے، اہل اسلام کا سلام۔ السلام علیکم ہے۔ حکیم عبدالجبار خان نے اسی دوران آپ کی نبض دیکھنے کے لیے آپ کے بائیں ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو فوراً ہاتھ کھینچ کر داہنا ہاتھ بڑھا دیا۔ مسجد سے عصر کی اذان بلند ہوئی تو آپ نے باآواز بلند نیت کی اور پھر دونوں ہاتھ زیر ناف باندھ کر خاموشی اختیار کر لی، دو دن اسی طرح نماز پڑھنے میں گزرے۔ ۸ ر جمادی الاول کی شب میں پھر ہوش میں آئے اور فرمایا، "یہ اسرافیل ہیں" اور آگے تمام ملائکہ کا نام لینا چاہتے تھے کہ قصداً زبان کو روک لیا، معاً بعد ہنس کر دونوں ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھا دیئے اور کسی شخص کو داہنے ہاتھ سے اپنی ٹوپی اتار کر دی کہ لو، اس کے بعد استفسار کیا کہ کیا یہ مسجد ہے، خدام نے عرض کیا، جی ہاں، فرمایا، ادھر ادھر بعد کو معلوم ہوا کہ یہ اشارہ مزار کی طرف تھا جو ایک مقام ممنوع تھا مگر بفضل تعالیٰ چند منٹوں میں حکام شہر نے اس مقام پر آپ کی تدفین کی اجازت دے دی دو بجے شب اسی دن فرمایا، اسباب باندھو، پالکی منگاؤ اور مجھ کو اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں لے چلو، جلدی کرو کہ ایسا نہ ہو کہ گاڑی چھوٹ جائے، اس کے بعد کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا قبلہ رخ کرو، پھر دریافت فرمایا، کیا وقت ہے؟ کہا گیا تین بجے ہیں، فرمایا، صبح صادق تو نہیں ہوئی، کہا گیا نہیں، اتنے میں آپ کے برادر خورد مولانا عبداللطیف سورتی علیہ الرحمۃ آ گئے، ان کو اچھی طرح پہچانا اور مولانا عبدالحئی پہلی بھیتی علیہ الرحمۃ اپنے بھتیجے کو ان سے پوچھا اور فوراً بعد نماز تہجد کی نیت باندھ لی، ابھی "ایاک نعبد وایاک نستعین" پر پہنچے تھے کہ اللہ کی رحمت میں پہنچ گئے۔ ۱۲؍اپریل ۱۹۱۶ء بمطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ۔ یوم چہار شنبہ بوقت تہجد خلد بریں کو سدھارے۔ (۲۱)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی سنیوں کے لیے فرمایا تھا:۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کے وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا (۲۲)

پہلی بھیت میں قبلہ محدث سورتی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا ادھر بریلی شریف میں اسی وقت اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحبزادگان یعنی حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان علیہ الرحمۃ 'بدر الاسلام حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے فرمایا، صبح پہلی بھیت جانا ہے، الاسعد الاسد الاشد الارشد مولانا شاہ وصی احمد رضوان الصمد کا ابھی وصال ہو گیا اور فرمایا وہ دنیا سے کیا رخصت ہوئے بلکہ میرا داہنا ہاتھ مجھ سے جدا ہو گیا اور میری کمر ٹوٹ گئی، لوح محفوظ است پیش او لیا۔ (۲۳)

قبلہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے وصال صد ملال کے بعد اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے بیٹھ کر کل نمازیں ادا فرمائیں حالانکہ آپ ہر حال میں عصا لے کر کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے۔ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دلی حزن کا اظہار تھا، کیونکہ محدث سورتی علیہ الرحمۃ آپ کے دست راست اور آپ کے لیے قوت تھے۔ (۲۴)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے ان کے وصال کے پانچ چھ سال بعد ان کی تاریخ وصال نکالی وہ یوں کہ اپنے وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل اپنی تاریخ وصال درج ذیل آیہ کریمہ سے نکالی:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَّ اكواب

۱۳۴۰ھ

اس آیت کے پہلے حرف "و" اس طریقہ سے علیحدہ دکھا کے تحریر فرمایا کہ اب محدث صاحب علیہ الرحمۃ کی تاریخ وصال ہو گئی۔ یہ آیہ کریمہ اسی تصریح کے ساتھ اب بھی ایک رجسٹر میں موجود ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اپنی تاریخ وصال لکھتے وقت خیال آیا ہو گا کہ اب تک محدث صاحب علیہ الرحمۃ کی تاریخ وصال نہ لکھی گئی تو فوراً علم غیب نے بتا دیا کہ ایک واؤ کی کمی سے یہ ہی آیت ان کی تاریخ وصال بنتی ہے۔ اس واسطے کہ واؤ کی کمی سے ۶ عدد گھٹے تو ۱۳۴۰ھ سے ۶ برس پہلے ۱۳۳۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ایک ہی آیہ کریمہ میں دونوں کی تاریخ وصال ہے۔ قرآن پاک کی ایک ہی بشارت میں دونوں شریک ہیں۔ سبحان اللہ۔ (۲۵)

اس سے دونوں کے تعلق قلبی و خلوص باطنی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اگر دونوں کی دوستی پر قرآن پاک کی شہادت کہا جائے تو بیجا نہ ہو گا۔

قبلہ محدث سورتی علیہ الرحمۃ کی طرح اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا سفر آخرت بھی بہت ہی ایمان افروز ہے۔ باوجود نقاہت ان کی بھی ہر مجلس عبادت تذکیر و نصائح کا ذخیرہ ہوتی، ان کی کبھی کوئی مجلس سرکار دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر شریف سے خالی نہ گئی۔ اکثر اوقات

فرماتے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا، کبھی فرماتے اگر بخش دے اس کا فضل ہے نہ بخشے تو عدل ہے۔ کچھ کلمات طیبات بطور وصایا ارشاد فرمائے۔ دریافت فرمایا، آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے۔ ارشاد فرمایا، جمعہ پرسوں ہے۔ "جمعہ المبارک کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاری ہوتی رہتی۔ قرآن پاک کی آیت (اوپر درج ہو چکی ہے) سے اپنا مادہ تاریخ ۱۳۴۰ھ نکالا۔ سورہ یاسین شریف اور سورہ رعد شریف کی تلاوت سنی بعد میں خود سفری دعائیں پڑھیں پھر کلمہ شریف پورا پڑھا، چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور چمکا اور آفتاب بریلی ۲۵ صفر المظفر ٹھیک نماز جمعۃ المبارک کے وقت غروب ہو گیا۔ (۲۶)

# حواشی و حوالے

(۱) ا۔ ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء ص ۲۴۷
۲۔ انوار رضا مطبوعہ لاہور ص ۲۶۹
۳۔ مقالات یوم رضا اول مرتبہ قاضی عبدالنبی کوکب، مطبوعہ لاہور ص ۴۳
۴۔ محمد صابر نسیم بستوی: اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ لاہور ص ۱۶۰

(۲) ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور۔ جنوری تا جون ۱۹۱۶ء صفحہ ط

(۳) خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی ص ۳۰۴،۳۰۲

(۴) دیکھئے:۔ ڈاکٹر حسن رضا اعظمی: فقیہہ اسلام مطبوعہ کراچی

(۵) خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی ص ۳۴۲،۳۴۱

(۶) استفسارات اور ان کے جوابات کی تفصیل کے لیے "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

(۷) دیکھئے:۔ محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی

(۸) امام احمد رضا محدث بریلوی: الاستمداد علٰے اجیال الارتداد مطبوعہ لاہور۔ ص ۸۹، ۹۰، ۹۹

(۹) تفصیل کے لیے دیکھئے:۔
ا۔ خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی
۲۔ مولانا محمود احمد قادری: تذکرہ علماء اہلسنت مطبوعہ لاہور
۳۔ محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی
۴۔ مولانا شاہ مانا میاں قادری: سوانح حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی
۵۔ امام احمد رضا محدث بریلوی: الاستمداد علٰے اجیال الارتداد مطبوعہ لاہور

(۱۰) امام احمد رضا محدث بریلوی: الدلائل القاہرہ علے الکفرۃ النیاشرہ مشمولہ رسائل رضویہ۔

مطبوعہ لاہور ص ۳۱۷

(۱۱) خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی ص ۱۰۰ تا ۱۲۳

(۱۲) مولانا یاسین اختر مصباحی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ۱۳۴

(۱۳) امام احمد رضا محدث بریلوی: المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد مطبوعہ لاہور ص ۲۳۳

(۱۴) مولانا محمد امانت رسول قادری: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی ص ۶۵

(۱۵) ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ مطبوعہ کراچی ص ۶۳، ۶۴

(۱۶) مولانا حسنین رضا خان: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص ۹۶

(۱۷) خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی ص ۱۸۹

(۱۸) ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص ۶۵

(۱۹) ایضاً: حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص ۱۹۹

(۲۰) مولانا محمد امانت رسول قادری: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی ص ۷۷

(۲۱) خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی ص ۱۹۲ تا ۱۹۳

(۲۲) امام احمد رضا محدث بریلوی: حدائق بخشش (مرتبہ علامہ شمس بریلوی) مطبوعہ کراچی ص ۲۷۰

(۲۳) مولانا محمد امانت رسول قادری: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی ص ۹۹

(۲۴) خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی ص ۱۹۴

(۲۵) مولانا حسنین رضا خان: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص ۹۷

(۲۶) دیکھئے:۔ مولانا حسنین رضا خان: ایمان افروز وصایا مطبوعہ لاہور

بقیہ:۔ امام احمد رضا کا محیرالعقول ذہانت

۹۔۔ عقود الدریہ علامہ ابن عابدین شامی کی تصنیف ہے۔ فتاوی حامدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ بزبان عربی دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

۱۰۔۔ انوار رضا

۱۱۔۔ تحقیقات نفسیات سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۰ سال کے بعد انحطاط کا دور شروع ہو جاتا ہے اور میڈیکل سائنس کے تحقیقات کے مطابق ۵۰ برس کے بعد دماغ کو خون کی سپلائی کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جسے اصطلاح میڈیکل سائنس میں Authoros clerosis کہتے ہیں اور یادداشت متاثر ہوتی ہے۔ لیکن امام بریلوی کی ذہانت کا معاملہ محیر العقول ہونے کے ساتھ تاریخ اسلامی کا انوکھا اور سنہری واقعہ ہے۔ (راقم)

۱۲۔۔ تجلیات رضا۔ مطبوعہ۔

(بشکریہ معارف۔ رضا۔ ۱۹۹۷، ناشر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا۔ کراچی)

# خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
# دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

(شرح حدائق بخشش سے ایک شعر کی تشریح)

از :۔علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی۔پاکستان

**حل لغات** :۔خاک۔مٹی۔راکھ۔عدو۔دشمن ۔دم۔جان۔روح۔سانس۔

**شرح** :۔دشمنان دین بالخصوص منکرین کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جل کر راکھ ہو جائیں ہم تو جب تک جان میں جان ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر مبارک سناتے رہیں گے۔ خدا اہل سنت کو آباد رکھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا میلاد ہوتا رہے گا۔

امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انعقاد محفل میلاد کے لیے ایک بہترین دلیل قائم فرمائی وہ یہ کہ جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا' تمام ملک وملکوت میں محفل میلاد تھی' عرش پر محفل میلاد۔ ملائکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی۔ خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں۔ دولہا کا انتظار ہو رہا ہے۔ سبع سماوات میں عرش وفرش پر دھوم ہے۔ ذرا انصاف کرو تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے اسے انتظار ہو کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا؟

وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے۔ اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المرادین ظہور فرمانے والے ہیں یہ قادر علی کل شی کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔ شیاطین اب بھی جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے۔ غلام تو خوش ہو رہے ہیں ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے اس نے بچا لیا' ایسا سنبھالنے والا علاکہ اس کی نظیر نہیں۔

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دو کو بچا سکتا ہے کوئی قوی ہو گا زیادہ سے زیادہ بیس کو بچا لے گا۔ یہاں کروڑوں' اربوں' پھسلنے والے اور بچانے والے وہی ایک "انا اخذ بحجز کم عن النار ہم الی" میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں۔ ارے میری طرف آؤ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔ درود وسلام اے خدا بھیج بے حد بروح محمد وآل محمد۔

**علامہ اقبال مرحوم اور مجالس ومحافل میلاد** :۔اپنے دور میں علامہ اقبال مرحوم نے محافل میلاد کے انعقاد کے لیے بھرپور کوشش کی چند نمونے حاضر ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشین صاحبان علمائے کرام مشاہیر قوم اور سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر میلاد شریف کو منانے کے لیے اخبارات میں مندرجہ ذیل اپیل شائع کی۔

"اتحاد اسلام کی تقویت حضور سرور کائنات احترام واجلال' حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور مت

میں بانیاں مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لیے ۱۲ ربیع الاول کو ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے۔ جو حضور سید المرسلین کی عظمت قدر کے شایان شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔ اس دن ہر ایک آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندان اسلام بلا استثناء اس علم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ کا نقش قدم تلاش کریں گے ان ہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور ان ہی کی اطاعت میں جان دیں گے۔

انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس متحدہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے فیصلہ کیا ہے۔ لوگوں کی سیرت کمیٹیاں بنادی جائیں اس دن جمع ہو کر یہ اقرار کریں کہ ہم ہر قدم پر اسوہ رسول کی پیروی کریں گے اور ہماری تمام زندگی اور موت اللہ کے لئے وقف ہوگی۔

اس موقع پر جن اکابر اسلام نے حضرت علامہ کا ساتھ دیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

مفتی نثار احمد آگرہ، میاں سر محمد شفیع لاہور، مولانا شوکت علی دہلی، مولانا سید غلام بھیگ نیرنگ انبالہ، پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، مولانا سید حبیب لاہور، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد سجاد بہار، مولانا کشفی نظامی، ڈاکٹر شفاعت احمد خان، مولانا غلام مرشد لاہور، مولانا سید علی حائری لاہور وغیرہ۔

حضرت علامہ اقبال نے محفل میلاد النبی میں ایک دفعہ تقریر کی۔ جسے اخبار "زمیندار" نے شائع کیا۔ آثار اقبال کے مرتب نے حضرت علامہ کی اس تقریر کو اپنے مختصر نوٹ کے ساتھ "آثار اقبال" میں شائع کیا وہ نوٹ اور تقریر درج ذیل ہے۔

میلاد مبارک کی محفلوں کو ایک جماعت نے اپنے دانشمندانہ غلو سے کام لے کر محض ایک مجموعہ رسوم بنادیا۔ دوسری طرف اس کے مقابلے میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو سرے سے ان محفلوں ہی کو مٹا دینا چاہتی ہے۔ حضرت اقبال نے ایک موقع پر اس بات میں جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں وہ اتنی بڑی حد تک معقول و معتدل ہیں کہ ان کی تقریر کی رپورٹ کو "زمیندار" کے صفحات پر ثبت ہے نیز فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے کہ یوم ولادت سرور کائنات کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کرکے لاہور میں اسوۂ رسول روحی فداہ کی اشاعت کرے اور اس شان سے حضور کے احترام و اجلال کا علم بلند کرے کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن لاہور کا ایک ایک گوشہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تصویر بن جائے۔

مسلمانان لاہور میں ہزارہا اختلافات موجود ہوں گے لیکن حضور سید عالم کے عشق و احترام کے بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔ اس واسطے انجمن حمایت اسلام بلا لحاظ اختلاف تمام برادران اسلام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ساتھ مل کر حضور کے پاک نام اور مبارک کام کو دنیا میں بلند رکھنے کے لیے ایسی گرم جوشی اور عزم و ہمت کے ساتھ کام کریں کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبی کے نام لیوا "المسلمون کا پیکر اور جسد واحد" کی تصویر بن جائیں۔

اس اپیل پر حضرت علامہ کے علاوہ جن اکابرین ملت نے دستخط کیے ہیں ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں۔

سید غلام بھیگ نیرنگ انبالہ' مولانا غلام فرید مرشد لاہور' مولانا شوکت علی بمبئی' مولانا حسرت موہانی موہان' پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف' مولانا قطب الدین عبدالوالی لکھنؤ' دیوان سید محمد پاکپتن شریف' مولانا محمد قمرالدین سیال شریف' مولانا فاخرالہ آباد' مولانا سید حبیب "مدیر سیاست" پیر سید فضل شاہ جلالپور شریف' مولانا علی الحائری لاہور' مولانا محمد شفیع داؤدی بہار وغیرہ ہم۔"

جون ۱۹۳۱ء میں تحریک یوم النبی کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال نے مسلم زعما اور اکابر ملت کے ہمراہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں اپیل کی وغیرہ وغیرہ تفصیل دیکھئے ندائے اہلسنت لاہور ستمبر ۱۹۶۲ء۔

**یک نشد دو شد** :۔ایک عرصہ تک وہابی دیوبندی اور ان کی ذیلی جماعتیں محافل میلاد اور سلام وقیام پر روتے رہے لیکن اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس بارہ ربیع الاوّل کا اہتمام خود ان کے ہاتھوں سے کرایا چنانچہ اس کی تفصیل آتی ہے۔ اگر اس کا آغاز اہل سنت میں سے کوئی عالم دین یا کوئی لیڈر کرتا تو مخالفین ممکن ہے اس کی ابتداء میں ہی شور مچاتے لیکن اس کا آغاز مالک عزوجل نے ان کے لیڈروں اور مقتداء کے ذریعہ سے کرایا تاکہ شوریدہ خیال لوگ شور نہ مچائیں ۔جب مکمل طور جلوس بارہ ربیع الاوّل تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گیا۔ تب یہ لوگ حسب دستور بدعت کے ڈونگر برسانے لگے لیکن اللہ تعالٰی نے گلے میں ایسا جلوس کا ہار بنایا ہے کہ جب تک جوتے نہ کھائیں ان کا جلوس اختتام پذیر نہیں ہوتا۔

## بارہ ربیع الاوّل شریف کا جلوس اور وہابی دیوبندی فرقہ کے لیڈر مولوی محمد حیات کوثر نیازی نے لکھا کہ

بات ہے بڑی دلچسپ سب جانتے ہیں مولانا داؤد غزنوی اہلحدیث مسلک کے جید عالم تھے مگر مراسلہ نگار محمد ابراہیم صاحب ناظم آباد فیصل آباد نے لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کی تجویز انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ مراسلہ نگار لکھتے ہیں۔" آپ (کوثر نیازی) نے روزنامہ جنگ کی ایک گزشتہ اشاعت میں مولانا داؤد غزنوی امرتسری پر ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا جس میں آپ نے مولانا کی سیاسی زندگی اور دینی حیثیت پر روشنی ڈالی تھی مگر ان کا ایک کارنامہ نظر انداز کردیا یا شاید اکثر لوگوں کی طرح آپ بھی اس بات سے واقف نہ ہوں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۳۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے خال خال لوگ بارہ وفات کے نام سے ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کردیتے تھے مگر مولانا غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن

"احیائے یوم ولادت سرور عالم" تھا۔ مجلس کے ایک شاعر ور کر جناب غلام نبی جانباز نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بنک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل کی بیٹھک میں تھا اجلاس منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی۔ انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لیے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن عرصہ دراز سے صرف دو امتیں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں۔ مسیحی اور مسلم مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی۔ آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ میں مولانا عبدالکریم صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرما دیں۔ اس پر مباہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاوّل کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی۔ جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کیے جائیں تا کہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہو جائیں۔ شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کے لیے پوسٹر شائع کرنے اور لاؤڈ سپیکروں اور دریوں وغیرہ کے لیے ایک اچھی خاصی رقم درکار ہو گی ایک صاحب غالباً اصغر نام تھا کہنے لگے ہم چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں لوگ پہلے ہی ہم کو "ٹکڑ خور" کہتے ہیں۔ آخر چودھری افضل حق کی تجویز منظور ہوئی۔ بنک کے چیک کے طریقے پر ان خوبصورت رسیدوں پر لکھا تھا "برائے جشن میلاد النبی" اجلاس کی کارروائی سے لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے دفتروں کو مطلع کیا گیا اور ایسا ہی اختیار کرنے کو لکھا گیا۔ عید میلاد النبی کا

**پہلا جلوس** ۔ امرتسر انجمن پارک سے نکلا آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ سپیکروں پر گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور نعرہ رسالت یا رسول اللہ بلند کرتی جا رہی تھیں۔ کفار ہیبت زدہ تھے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ء۔ از قلم۔ کوثر نیازی)

**فائدہ**:۔ اس سے دیوبندیوں وہابیوں کا جلوس کے بارے میں اعتراض کرنا محض ضد اور ہٹ دھرمی ہے اگرچہ اس جلوس کے دلائل قرآن و حدیث سے نہیں ہے لیکن ان کے اکابر کا عمل ہے اسی لیے انہیں مان لینا چاہیے۔ اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ "۱۲ ربیع الاوّل کے جلوس کا ثبوت" پر دیکھئے۔

**مجدیوں سے پہلے کا عرب**:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے دور کی بات لکھتے ہیں کہ "میلاد شریف (ماہ ربیع الاوّل) میں مَیں مکہ معظمہ میں تھا تو ۱۲ ربیع الاوّل کو لوگ درود و سلام پڑھتے اور ولادت کے وقت معجزات بیان فرماتے میں نے اسی دن یکبار انوار چمکتے دیکھے۔ (سبحان اللہ) (ترجمہ از۔ فیوض الحرمین ص ۲۷) اس طرح کے کئی واقعات فقیر پہلے سے درج کر آیا ہے۔

**سوال**: جس دور میں عرب میں میلاد شریف کا زور تھا اسی دور میں ڈاکے چوریاں بھی زوروں پر تھیں۔

**جواب :** بھوک کیا کچھ نہیں کراتی لیکن ان کے ڈاکے عجیب طرز کے تھے ایک دیوبندی لکھتا ہے کہ میلاد شریف کے زمانہ " میں ڈاکوؤں کے گروہ حاجیوں کے قافلوں کو لوٹا کرتے تھے حاجی لوگ ان ڈاکوؤں کو سلام کرتے تو وہ جواب نہ دیتے تھے لیکن اگر ڈاکو حاجیوں کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہتے تو پھر اُس قافلے کو نہ لوٹتے ۔ اور اگر لوٹنے کے بعد سلام کا جواب دیتے تو لوٹا ہوا مال واپس کر دیتے ۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ السلام علیکم اور وعلیکم السلام کا مطلب و معنی سمجھتے تھے جس کے لیے وہ زبان سے سلامتی کے الفاظ کہہ دیتے اس کی جان و مال ہر قسم کی حفاظت کرتے ۔ (خدام الدین ۔ ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء)

امام احمد رضا محدث بریلوی کی فراست کا ایک ثبوت خود نجدی ہیں کہ اگرچہ عرب میں سودی نجدی حکومت کی طرف سے میلاد شریف کی محافل و مجالس پر قانونی پابندی ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ وہاں بھی یہ محافل و مجالس نہایت ذوق و شوق سے بپا ہوتی ہیں اگرچہ کھلے میدانوں نہ سہی گھروں اور نجی مجلسوں میں لیکن مندرجہ ذیل امور زوروں پر اور کھلم کھلا ہیں ۔ وہابی دیوبندی نجدیوں کے ریال کا حق ادا کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ وہاں تو غیر شرعی امور اور بدعات نہیں بلکہ قرآن و سنت کا چلن ہے ہمارا ان پر سوال ہے کہ سعودی عرب میں بادشاہوں کی تصاویر اور دیگر تصاویر کی بھرمار ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن و حدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم و بدعت ہے ؟

کیا وہاں ریڈیو ٹیلیویژن میں گانا بجانا اور فلموں کی نمائش ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن و حدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم و بدعت ہے ؟

کیا وہاں ہسپتالوں میں نرسوں اور ہوائی جہازوں میں ایئر ہوسٹسوں کی بے پردگی اور غیر محرموں سے خلا ملا ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن و حدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم و بدعت ؟

کیا وہاں بڑی بڑی ذاتی و سرکاری عمارات و محلات اور تعیشات و تکلفات ہیں یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن و حدیث کا چلن ہے یا عجمی رسم و بدعت ہے ؟

**لطیفہ :** ۔ چونکہ نجدی فقہ میں تاحال میلاد شریف بدعت سیئہ کی زد میں ہے اسی لیے سعودی حکومت کے نمائندے ہر وقت تاک میں رہتے ہیں کہ کہیں ایسے مجرم مل جائیں گزشتہ چند سال پہلے کسی مدنی عربی گھر میں محفل میلاد منعقد تھی ۔ نجدی شرطے اندر چلے گئے تاکہ انہیں گرفتار کریں ۔ انھوں نے شرطوں کی خوب پٹائی کر دی ۔ معاملہ سربراہ مملکت نجد تک پہنچا ۔ اہل خانہ نے سربراہ مملکت نجدیہ پر سوال اٹھایا کہ یہ کہاں کی شریعت ہے کہ غیروں کے گھر بلا اجازت چلے جاؤ ۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شرابی کے گھر صرف سوراخ سے دیکھ کر مجرم کو سزا دینی چاہی تو اس نے یہی سوال اٹھایا' تو آپ نے مجرم کو معاف کر دیا ۔ میلاد کرنے والوں کی اس قوی دلیل سے الٹا نجدیوں کو معافی مانگنی پڑی ۔

(بشکریہ "شرح حدائقِ بخشش ۔ جلد ہفتم" ناشر مکتبہ وقار العلوم ۔ کراچی)

# رضا اکیڈمی (اسٹاک پورٹ۔ برطانیہ) کا تعارف

از۔ محمد الیاس کشمیری (چیف ایڈیٹر "اسلامک ٹائمز" برطانیہ)

رضا اکیڈمی اسٹاک پورٹ برطانیہ کا قیام ۱۹۷۹ء میں میری کوششوں سے عمل میں لایا گیا۔ رضا اکیڈمی امام احمد رضا خان بریلوی کے تعارف اور ان کی خدمات کو عام کرنے اور امام احمد رضا کی کتابوں کو جدید انگریزی زبان میں ترجمہ کرواکر آپ کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔

رضا اکیڈمی اسٹاک پورٹ برطانیہ نے اپنے وجود عمل میں آنے کے بعد جو پہلا کام کیا وہ امام احمد رضا کی مشہور کتاب جو آپ نے قیام مکہ کے دوران مختصر عرصے میں لکھی۔ کا ترجمہ انگریزی میں کرکے شائع کیا۔ یہ ترجمہ ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی صاحب نے کیا تھا۔ اس کے بعد رضا اکیڈمی نے ۱۹۸۴ء میں امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کو شائع کیا۔ یہ انگریزی ترجمہ بھی ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی صاحب نے کیا تھا۔

نومبر ۱۹۸۴ء میں عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر احقر کی کوششوں سے رضا اکیڈمی نے ایک دینی رسالہ "اسلامک ٹائمز" بزبان انگریزی کا رجسٹر کیا۔ یہ دینی رسالہ گذشتہ تمام عرصہ میں ہر ماہ برابر شائع ہوتا چلا آرہا ہے۔ تادم تحریر رسالہ اپنے ساڑھے گیارہ سال مکمل کر چکا ہے۔ اور ترقی کی راہ برابر آگے کی جانب بڑھ رہی ہے۔ اس رسالہ کے قلمی معاونین میں بڑے بڑے قلم کار صاحبان وعلم و فضل حضرات رہے ہیں۔ جن میں ڈاکٹر محمد حنیف اختر فاطمی صاحب، پروفیسر غیاث الدین قریشی صاحب (یہ دونوں حضرات اب مرحوم ہو چکے ہیں) پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون صاحب، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کراچی، پروفیسر عثمان نور محمد صاحب، پروفیسر آصف حسین صاحب، جناب محمد فیاض چوہان صاحب، جناب محمد خطاب صاحب، ڈاکٹر محمد اسلم جونیجو صاحب اور یہ احقر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار نوجوانوں کو اسلام پر کچھ لکھنے پر آمادہ کیا اور ہزاروں نوجوانوں کو راہ راست پر گامزن کیا۔ اور ان کو جدیدیت و بد مذہبی سے آگاہ کرکے صحیح اور سچے اسلام سے روشناس کیا۔

آج برطانیہ اور یورپ میں جہاں اسلام و مذہب اہل سنت پر بات ہوتی ہے یا کچھ لکھا جاتا ہے وہاں رضا اکیڈمی اور اسکے مجلہ "دی اسلامک ٹائمز" کا ذکر ضرور ہوتا ہے۔ اب جو سکالر اسلام، مذہب اہل سنت یا امام احمد رضا پر لکھتا ہے تو وہ "اسلامک ٹائمز" کے حوالہ سے ضرور کوئی بات کرتا ہے۔ متعدد مضامین برطانیہ میں لکھے جا چکے ہیں یا لکھے جا رہے ہیں جہاں اسکالروں نے ہمارے انگریزی کام سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور رضا اکیڈمی کے کام سے سچائی اور حقیقت کو غیر جانب داری سے اپنے مقالات میں جگہ دی ہے۔ الحمدللہ

جیسا کہ شروع میں عرض کیا تھا کہ رضا اکیڈمی کے قیام کا مقصد امام احمد رضا کے کارناموں کو عام کرنا اور ان کی تصانیف کے انگریزی ترجمے شائع کرنے کا تھا۔ تو اس جانب بھی۔ بحمداللہ ہمارا کام بہت آگے بڑھا ہے۔ امام احمد رضا کی جن کتابوں کے ترجمے شائع کیے ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) مقال العرفا (۲) بیعت و خلافت

(۷) سلام رضا (۸) حدائق بخشش کی ۴۷ نعتوں کا ترجمہ (۹) گستاخ رسول کی سزا (۱۰) ایمان و اسلام (۱۱) زکوٰۃ کی اہمیت (۱۲) صدقات کی اہمیت (۱۳) علم غیب (۱۴) تمہید ایمان (۱۵) شفاعت پر چالیس احادیث (۱۶) رسالہ تدبیر اصلاح و فلاح و نجات۔ جو کتابیں اس وقت تیاری کے آخری مراحل میں ہیں۔ (۱) المحجۃ الموتمنۃ (۲) دوام العیش فی ائمۃ من القریش (۳) قرآن (۴) ہدائے یا رسول اللہ (۵) روحوں کا گھر میں آنا (۶) کفل الفقیہ۔ اس کے علاوہ جن کتابوں کے ترجمے ہو رہے ہیں۔ (۱) ملفوظات (۲) روحوں کی دنیا (۳) حسام الحرمین (۴) شاگردوں پر اساتذہ کے حقوق۔

اس کے علاوہ امام احمد رضا کے حالات، واقعات، خدمات اور کارناموں پر مختلف کتابیں شائع کی گئی ہیں ڈاکٹر محمد ہارون صاحب کی (۱) امام احمد رضا کی عالمی اہمیت (۲) نو مسلم انگریزوں پر امام احمد رضا کے اثرات (۳) برٹش کے خلاف صوفیوں کی جدوجہد اور امام [illegible] (۴) مجدد اسلام (۵) امام احمد رضا کے چار نکات کی اہمیت (۶) ریفارم کی امام احمد رضا کی تدابیر (۷) امام احمد رضا کی سیاسی، سماجی، اقتصادی منصوبہ بندی۔

اس کے علاوہ رضا اکیڈمی نے دوسرے اسلامی موضوعات پر متعدد کتابیں شائع کیں۔ جن میں (۱) اسلامی نظام تعزیر (۲) عید میلاد النبی (۳) اسلام و سائنس (۴) طریق اہل سنت (۵) اہمیت و سچائی قرآن (۶) غوث الاعظم (۷) اسلام کے بنیادی عقائد (۸) ہمعصرے کے اعترافات (۹) اسلام، اللہ کا نظام حاکمیت (۱۰) اسلامی بنیاد پرستی (۱۱) جدید اسلامی بنیاد پرستی (۱۲) میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ (۱۳) اسلام میں عورت کا مقام (۱۴) میلاد النبی اور عرب علماء (۱۵) اسلام، بچوں کے لئے (۱۶) معراج النبی (۱۷) اسلام و شراب (۱۸) بدعت کیا ہے؟ (۱۹) حزب التحریر کیا ہے؟ (۲۰) اسلامی معاشرہ کے قیام کا وجود (۲۱) سورہ یسین کی تفسیر (۲۲) اسلامی مہینوں کے فضائل (۲۳) غوث الاعظم (بچوں کے لئے رنگین) (۲۴) قادیانیت کیا ہے؟ (۲۵) عصمت انبیاء (۲۶) اسلامی ریاست (۲۷) کیا مسلمانوں کو میلاد النبی منانا چاہیے؟ یہ تمام کتابیں انگریزی میں ہیں۔ عام لوگ، پڑھے لکھے لوگ، پروفیسرز، اسکالرز ان سے استفادہ کرتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابیں انگریزی میں شائع کر کے آپ نے ہم پر، ہمارے بچوں اور ہماری نسلوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور اس طرح کی دعائیں دیتے ہیں اور کچھ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب بعض فون پر گالیاں دیتے ہیں کہ انگریزوں کے چمچے (ایجنٹ) کو تم لوگ ہیرو بنا کر پیش کرتے ہو۔ بہر حال ہم نہ کسی انسان کی خوشی کے لئے کام کر رہے ہیں نہ دشمنی کے لئے اور اس طرح کسی کا ہمارے لئے دعا کرنا یا مخالفت کرنا ہمارے لئے یکساں ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ و رسول کریم پر بھروسہ کر کے اس کام کو شروع کیا تھا۔ انہی کے بھروسے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس سال اکیڈمی ایک بڑے منصوبے کے لئے مہم شروع کر رہی ہے۔ جہاں تحقیق کے کام کے ساتھ تعلیم و تدریس کے کام کو بھی شروع کیا جائے گا اس کے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا گیا ہے جس کی لاگت تین کروڑ روپے ہے۔ ہم اپنے بزرگوں اور قارئین سے ملتجی ہیں کہ وہ اس منصوبے کی کامیابی کے لئے خاص دعا فرمائیں کہ ہمارا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچے۔ آمین

# ڈاکٹر محمد ہارون کا تعارف

از محمد الیاس کشمیری، مدیر اسلامک ٹائمز۔ سٹاک پورٹ، برطانیہ

ڈاکٹر محمد ہارون انگریز نو مسلم ہیں۔ ان کی پیدائش ۱۹۴۴ء میں لیورپول۔ برطانیہ میں ہوئی۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم لیورپول گرامر اسکول سے حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے تاریخ میں فرسٹ کلاس آنرز ڈگری حاصل کی اور پھر تاریخ میں ایم۔اے ڈگری حاصل کی۔ پھر اسی یونیورسٹی سے ۱۹۷۰ء میں برطانوی قرون وسطیٰ کی تاریخ میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پی۔ایچ۔ڈی کے بعد ڈاکٹر محمد ہارون نے کیمبرج یونیورسٹی میں تدریس کا کام شروع کیا اور ۱۹۷۰ء میں لکچرر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ایڈنبرا، شفیلیڈ وغیرہ کی یونیورسٹیوں میں لکچرر اور پروفیسر کی حیثیت سے تدریسی امور انجام دیئے۔ اس دوران انھوں نے بین الاقوامی تحریکوں کا عمیق مطالعہ کیا جن میں مارکس ازم، کمیونزم اور کیپٹل ازم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مزدوروں کے ساتھ اس عرصہ میں ظلم اور زیادتیاں ہوتی رہیں۔ اس کے لئے لیبر پارٹی نے جو تحریک چلائی تھی اس سے ڈاکٹر صاحب خاص طور سے متاثر ہوئے اور اس پارٹی کے قریب ہو کر کام کرنا شروع کیا۔ مگر لیبر پارٹی کے قریب ہو کر معلوم ہوا کہ مزدوروں کے حقوق کا جو نعرہ لگاتی ہے اس میں وہ مخلص نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی پارٹی نے امیگریشن کا قانون پاس کیا اور یہ قانون خاص کر پاکستانیوں کے لئے تھا کہ پاکستان سے آنے والے مزدوروں کی برطانیہ آمد پر پابندی لگائی جائے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لیبر پارٹی جو مزدوروں کے حقوق کا نعرہ لگاتی ہے وہ اس میں مخلص نہیں ہے۔ اس سے اس پارٹی کی منافقت ظاہر ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں ڈاکٹر صاحب کو پاکستان سے آئے ہوئے متعدد پاکستانی نو مسلمانوں سے ملنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر صاحب ان لوگوں کی سادگی، اخلاص و ایمان کی پختگی سے متاثر ہوئے۔ یہ لوگ ڈاکٹر صاحب کو اپنے گھروں اور پروگراموں میں مدعو کرنے لگے اور تقاریر بھی کراتے رہے۔ ان کی تقریر کا موضوع زیادہ تر قائداعظم پاکستان ہوتا۔ پاکستانی نوجوان وہاں اسلام، پیغمبر اسلام اور اسلام کے دیگر پہلوؤں پر انگریزی میں تقریریں کرتے۔ اس طرح پہلی مرتبہ ان کو اسلام کا تعارف ہوا۔ بعدہ انھوں نے خود اسلام کا گہرا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر دنیا میں کوئی مزدوروں یا غریبوں کا واقعی خیر خواہ ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے اور پھر ۱۹۸۸ء میں وہ ایک صوفی جماعت کے ہاتھوں داخل اسلام ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ہارون کہتے ہیں کہ مسلمان صوفی ہی اسلام کے صحیح ترجمان اور اس کے لیڈر امام غزالی جیسے لوگ ہیں۔ جس جماعت میں صوفی امام غزالی جیسے عالم اور صوفی موجود ہوں وہی سچا راستہ ہو سکتا ہے۔ جو لوگ صوفیاء کے مخالف ہیں وہ راہ راست پر نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ اسلام کا نعرہ تو لگاتے ہیں مگر ایسے نعرے صرف قوت اور اقتدار کے حصول کے لئے ہیں۔ حقیقت میں ایسے لوگ اغیار کے ایجنٹ ہیں اور مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے جتنا بھی ہو سکے دور رہنا چاہئے تاکہ ان کے ایمان محفوظ رہیں۔ مسلمان کا ایمان متاع گراں بہا ہے جس کی کوئی چیز بدل نہیں سکتی۔

ڈاکٹر محمد ہارون ۱۹۹۰ء میں رضا اکیڈمی، اسٹاک پورٹ، برطانیہ سے متعارف ہوئے۔ میری ان سے پہلی

ملاقات ایک دوست پروفیسر آصف حسین کے ذریعہ ہوئی۔ میں نے پہلی ملاقات میں ان سے رضا اکیڈمی کے رسالہ "دی اسلامک ٹائمز" کے لئے لکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے اس کو شرف قبول بخشا اور رسالہ میں اپنے مقالات اشاعت کے لئے دینے لگے اور پھر انہوں نے اس کے لئے بے شمار مقالات قلم بند کئے۔

۱۹۹۳ء میں ان کو رضا اکیڈمی کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا اور اسلامک ٹائمز کا ایڈوائزر۔ مئی ۱۹۹۶ء میں رضا اکیڈمی کے چیئرمین اور "دی اسلامک ٹائمز" کے سرپرست پروفیسر غیاث الدین قریشی کے انتقال کے بعد ڈاکٹر ہارون صاحب کو اسلامک ٹائمز کا سرپرست اور رضا اکیڈمی کا چیرمین مقرر کیا گیا۔

۱۹۹۰ء میں ڈاکٹر محمد ہارون سے ایک کتاب "میں نے اسلام کیوں قبول کیا" انگریزی میں لکھنے کی فرمائش کی۔ جسے انہوں نے اسی (۸۰) صفحات پر ایک ہفتہ کے اندر مکمل کرکے دیدیا۔ کتاب شائع ہوگئی اور پھر انگریزی میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے بعدہ اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف ایک باشرع مسلمان ہیں۔ داڑھی سنت کے مطابق ہے۔ شلوار قمیص ان کا پسندیدہ لباس ہے۔ زمین پر بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اب تک اسلام پر دو سو (۲۰۰) سے زیادہ مقالات لکھ چکے ہیں جو اسلامک ٹائمز اور دیگر رسائل میں شائع ہوچکے ہیں۔ اسلام کے مختلف موضوعات پر ان کی بیس (۲۰) کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ مزید کی تیاری کررہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ہارون صاحب مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی سے بہت متاثر ہیں۔ وہ آج دنیا بھر میں امام احمد رضا کی تعلیمات میں مسلمانوں کے مسائل کا حل دیکھتے ہیں۔ چار نکاتی قومی تعمیری منصوبہ اور امام احمد رضا کے تعلیمی نکات آج کے مسلمانوں کی تمام پریشانیوں کے حل کے لئے کافی ہیں مگر اس کے لئے ان پروگراموں پر اخلاص کے ساتھ عمل پیدا ہونا ضروری ہے۔ ڈاکٹر محمد ہارون نے امام احمد رضا کے چار تعمیری نکات پر پانچ جامع مقالات قلم بند کئے۔ جو کتابی صورت میں انگریزی میں شائع ہوچکے ہیں۔ اس کا ترجمہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے کیا جو رضا اکیڈمی برطانیہ اور الرضا اسلامک اکیڈمی بریلی شریف کے تعاون سے شائع ہوا۔

امام احمد رضا کے جدید اسلامی نکات پر ڈاکٹر محمد ہارون صاحب نے دو جامع مقالات قلم بند کئے ہیں۔ جو اسلامک ٹائمز میں شائع ہوچکے ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب علیحدہ کتابی شکل میں شائع ہورہے ہیں۔ اسی موضوع پر ایک ہمارے دوسرے قلمی معاون نے ایک بڑا جامع مقالہ قلم بند کیا ہے جو ساٹھ (۶۰) صفحات سے زیادہ پر مشتمل ہے اور عنقریب اسلامک ٹائمز میں شائع ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے رضا اکیڈمی کے لئے جو کتابیں لکھی ہیں جو شائع ہوچکی ہیں۔ ان پر جامع تعارف لکھنے کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔

اس وقت ڈاکٹر صاحب قرآن کریم کا پہلا آسان اور معیاری انگریزی زبان میں ترجمہ کررہے ہیں۔ بیس پاروں سے زیادہ کے تراجم اسلامک ٹائمز میں شائع کئے جاچکے ہیں۔ وہ انگریزی میں تفسیر کا کام بھی کررہے ہیں۔ پندرہ (۱۵) پاروں کی تفسیر مکمل ہوچکی ہے۔ اور اسلامک ٹائمز میں شائع ہوچکی ہے۔ مزید کام جاری ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت برطانیہ میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اہل سنت کے کاز کو ان کی وجہ سے بہت ہی اہم سمجھا جانے لگا ہے۔ وہ مسلمانوں کے لئے باعث افتخار ہیں۔ مولائے قدیر ان کی عمر دراز کرے اور پریشانیوں سے دور رکھے۔

# اخبار رضا

( ) رضا اکیڈمی ممبئی نے ۱۰ شوال المکرم ۱۴۱۸ھ / ۸ فروری ۱۹۹۸ء کوچ ہاوس ممبئی کی ایک شاندار تقریب "یوم رضا" میں پانچ علماء اہلسنت کو امام احمد رضا ایوارڈ اور ۲۵ ہزار روپے نقد سے نوازا۔ یہ ایوارڈ جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خان ازہری قبلہ کے مقدس ہاتھوں سے پیش کیا گیا۔ ان علماء کرام کی مختصر سوانح حیات "سوغات رضا" کے نام سے شائع کی گئی۔ اسی تقریب میں اعلیٰ کتاب و طباعت کے ساتھ "حدائق بخشش" کے نئے دیدہ زیب ایڈیشن کا اجراء شہزادہ احسن العلماء حضرت سید محمد اشرف قادری برکاتی مارہروی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس مبارک موقع پر امام اہلسنت فاضل بریلوی کے ڈیڑھ سو رسائل کے اجراء کا پروگرام تھا۔ لیکن بعض وجوہات کی بناء پر صرف ۳۹ رسالوں کا اجراء عمل میں آسکا۔ بقیہ رسائل بھی جلد ہی منظر عام پر آرہے ہیں۔ ( ) مولانا محمد وارث جمال قادری نے سید صابر حسین شاہ بخاری کی تصنیف کردہ کتاب "احترام سادات اور امام احمد رضا" پر ۴۰ صفحات کی تقدیم لکھ کر آل انڈیا تبلیغ سیرت ممبئی کے تحت شائع کی۔ ( ) تحریک فکر رضا۔ شاخ انت ناگ کشمیر نے ۲ کتابیں تعظیم و توقیر۔ از پروفیسر محمد مسعود احمد اور عید و عید از ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری شائع کر کے مفت تقسیم کیں۔ ( ) سنی یوتھ فیڈریشن ممبئی، ۱۶۷ ڈمٹمکر روڈ۔ ناگپاڑہ ممبئی۔ ۸ نے علامہ ارشد القادری کی تصنیف "تبلیغی جماعت" کا انگریزی ترجمہ دوبارہ شائع کیا ہے۔ قیمت ۳۰ روپے۔ ( ) شوکت علی عزیزی اینڈ کمپنی نے حضرت سید آل رسول کی انگریزی تصنیف "THE GREAT BEYOND" جو علم غیب کے موضوع پر ہے شائع کر کے مفت تقسیم کی ہے۔ یہ کتاب تحریک فکر رضا سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ( ) ادارہ افکار حق باسی پورنیہ، بہار نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی مرتب کردہ "جان ایمان" شائع کی ہے۔ ( ) سلام رضا کے چند دلآویز اشعار پر کیف آفریں تضمین "گلبانگ مدینہ" شائع ہوئی ہے۔ تضمین نگار ہیں قاضی عبدالدائم دائم اور ملنے کا پتہ، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ صدریہ ہری پور۔ ہزارہ۔ پاکستان ( ) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کا عربی مجموعہ "بساتین الغفران" کے نام سے پاکستان میں شائع ہو چکا ہے۔ جسے جناب سید حازم مصری نے مرتب کیا ہے۔ موصوف الازہر یونیورسٹی میں مدرس ہیں۔ ( ) سید صابر حسین شاہ بخاری کی تصنیف کردہ "جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند" ادارہ فروغ افکار رضا نے شائع کر کے مفت تقسیم کی ہے۔ ( ) حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم کی شخصیت علمی اور ادبی فضیلت کے سلسلے میں سید مجیب الرضا بریلوی کو ان کے تحقیقی مقالہ پر روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی نے اردو میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی۔ ( ) مفتی محمد ابراہیم صاحب مقبولی کی مرتب کردہ کتاب "فیضان شافعی" (شافعی مسائل سے متعلق) دار العلوم امام احمد رضا۔ رتناگیری نے شائع کردی ہے یہ کتاب تحریک فکر رضا کے زیر اہتمام شائع کی گئی ہے۔ ( ) رضا اکیڈمی ممبئی نے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی تصنیف "انوار البشارہ" کا ہندی ترجمہ شائع کردیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی "انوار البشارہ" اردو میں بھی شائع کی گئی ہے۔

# تحریکِ فکرِ رضا

## ہمارے مقاصد:

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار و نظریات کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرانا۔
- علمائے اہلِ سُنّت و جماعت کی رہنمائی میں مفکرین اور محققین کی ایک ٹیم کا فکرِ رضا کی ترویج و اشاعت میں دِن رات کوشاں رہنا۔
- امام احمد رضا کی تصانیف کو سہل انداز میں جدید اسلوب کے ساتھ شائع کرنا۔
- امام احمد رضا کی تصانیف کو ملک کی مختلف اور بین الاقوامی زبانوں میں شائع کرانا۔
- اربابِ فکر و دانش کو امام احمد رضا کی تحقیقات کی طرف متوجہ کرنا۔
- ہر اُٹھتے ہوئے سوالوں کو امام احمد رضا کی تحقیقات کی روشنی میں جواب دینا۔

فکرِ رضا کو عام کرنے کے لیے آپ ہمارا تعاون کیجیے۔
آپ کا تعاون جہاد بالقلم میں ہمارا مددگار رہوگا۔